عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۸ | شمارہ نمبر ۲۱

ع ذوق حاضر ہے
تو پھر لازم ہے ایمانِ خلیلؑ

صدائے مجاہد

وہ فقیر کے لباس میں "اس بازار" میں داخل ہوئے

اور اپنی

سحر انگیز تلاوت سے "اس بازار" کا

نقشہ پلٹ دیا

اللہ والوں کی محفل

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا

اندازِ خطابت اور ختم نبوت پر ایک تقریر کا اقتباس

کیا مرتد واجب القتل ہے؟ قادیانی پیشوا مرزا طاہر کے جواب میں

مرزائیت اور بہائیت ـــــ ایک موازنہ

مرزا قادیانی ـــــ انگریز کا دلال کوئی تھا تو یہی تھا

ام القرآن

سورۃ الفاتحہ کے خواص اور فضائل

محمد یونس ارائیں ـــــ ٹنڈو آدم

قرآن مجید میں سب سے پہلی سورت "سورہ فاتحہ" ہے فاتحہ شروع کرنے کو کہا جاتا ہے اس لئے قرآن حکیم میں سب سے پہلے اس سورۃ کو لکھا گیا۔ اس سورت کے کئی نام ہیں جن میں ام الکتاب، ام القرآن، سورہ صلوٰۃ، سورہ شفا سورہ الرقیہ، اساس القرآن، واقیہ، کافیہ، سورہ الکنز قابل ذکر ہیں (تفسیر ابن کثیر)

اس سورہ کے کلمات ۲۵ اور حروف ایک سو تیرہ ہیں اور آیات سات ہیں۔

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام القرآن کے بارے میں فرمایا یہ ام القرآن ہے۔ یہی سبع مثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے۔ موطا امام مالک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو آواز دی وہ نماز میں تھے۔ فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ میرے ہاتھ میں رکھا مسجد سے باہر نکل ہی رہے تھے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تجھے ایک ایسی سورت بتا دوں کہ تورات، انجیل اور قرآن میں اس کی مثل نہیں۔ اب میں نے اس امید پہ چال نرم کر دی اور پوچھا حضور وہ سورت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز کے شروع میں تم کیا پڑھتے ہو؟ میں نے کہا الحمد للہ رب العالمین ہ پوری سورت تک آپ نے فرمایا وہ یہی سورت ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم جو مجھے دیا گیا ہے وہ بھی یہی ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ سفر میں تھے ایک جگہ اترے ہوئے تھے۔ ناگہاں ایک لونڈی آئی کہ یہاں کے قبیلے کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ ہمارے آدمی یہاں موجود نہیں ہیں۔ آپ میں سے کوئی ایسا ہے کہ جھاڑ پھونک کر دے؟ ہم میں سے ایک شخص ام کے ساتھ ہو لیا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کچھ دم جھاڑ بھی جانتا ہے۔ اس نے وہاں جا کر کچھ پڑھ کر دم کیا خدا کے فضل سے وہ بالکل اچھا ہو گیا "تیس بکریاں اس نے دیں۔ اور ہماری مہمانی کے لئے بہت سارا دودھ بھی بھیجا جب وہ واپس آئے ہم نے کہا کیا تم کو اس کا علم یاد ہے؟ اس نے کہا میں نے تو صرف سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے ہم نے کہا اس آئے ہوئے مال کو ابھی نہ چھیڑو پہلے رسول اللہ سے مسئلہ پوچھ لو۔ مدینہ میں آ کر ہم نے حضورؐ سے ذکر کیا آپؐ نے فرمایا اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ پڑھ کر دم کرنے کی سورت ہے۔ اس مال کے حصے کرو میرا بھی ایک حصہ لگانا

مسلم اور نسائی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے کہ اوپر سے ایک زوردار دھماکا کی آواز آئی جبرئیلؑ نے اوپر دیکھ کر فرمایا آج آسمان کا وہ دروازہ کھلا ہے جو کبھی نہیں کھلا تھا۔ وہاں سے ایک فرشتہ حضورؐ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ خوش ہو جایئے دو نور آپؐ کو دیئے گئے ہیں کہ آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں ایک ایک حرف پر ان میں سے نور ہے۔

مسند بزاز میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بستر پہ لیٹو اور سورہ فاتحہ اور سورہ قل ھو اللہ پڑھ لو تو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں آ گئے

خواص :

اس سورہ سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے فجر کی سنتیں پڑھ کر فرضوں سے پہلے ۴۱ بار درود شریف پڑھیں پھر ۴۱ بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ (الحمد للہ کی بجائے م الحمد للہ) پڑھیں آخر تک پھر ۴۱ بار درود شریف پڑھیں ۴۱ یوم کا چلہ کریں ہر کام کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ نماز با جماعت کی پابندی اور رزق حلال شرط ہے بعد ازاں چلہ پھر بھی کچھ طاق تعداد میں یا اسی تعداد کے مطابق ورد ضرور کریں۔

۲ ـ ہر قسم کے درد کے لئے دم کریں۔ یا پانی پہ ۴۱ بار اسی مندرجہ بالا ترتیب سے پڑھ کر پلائیں۔ جب تک مرض دور نہ ہو جائے۔

۳ ـ دمہ کے لئے اس سورہ کو مع بسم اللہ زعفران سے چینی کی پلیٹ پر لکھ کر ۴۱ یوم صبح نہار چاٹتے رہیں

۴ ـ قید سے رہائی کے لئے روزانہ ۴۱ بار پڑھ کر دم کرتے رہیں۔ بشرطیکہ رہائی جائز ہو۔

۵ ـ تیسرے دن ہو جانے والے بخار کے لئے بعد نماز مغرب گڑ کی ڈلی پر ۲۱ مرتبہ یہ سورہ دم کر کے مریض کو کھلائیں۔

۶ ـ بدنظری دفع کرنے کے لئے ۷ مرتبہ پانی پہ دم کر کے چھینٹیں ماریں یا دم کریں۔

۷ ـ دیوانگی دور کرنے کے لئے صبح و شام ۴۱-۴۱ مرتبہ سورہ پڑھ کر دیوانے کو تھتکا دیں۔

۸ ـ غائب کو حاضر کرنے کے لئے فجر کی سنتوں کے بعد مندرجہ بالا طریق سے ۴۱ یوم پڑھ کر دعا کریں۔

۹ ـ بچھو یا سانپ کاٹ لے تو سات مرتبہ سورۃ پڑھ کر لعاب دہن پہ دم کر کے کاٹی ہوئی جگہ پر لگا دیں اور حصار کھینچ دیں۔

۱۰ ـ پیاس کا غلبہ کم کرنے کے لئے بعد نماز فجر ۷ مرتبہ سورۃ پڑھ کر تمام بدن پہ دم کریں

۱۱ ـ داڑھ کا درد دور کرنے کے لئے مریض کا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھوا کر ۷ بار پڑھ کر دم کریں پھر اس سے پوچھیں آرام ہوا یا نہیں جب تک آرام نہ ہو ۷ مرتبہ پڑھ کر مندرجہ طریق سے دم کرتے رہیں۔

۱۲ ـ درد دل کے لئے ۲۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد

باقی صفحہ ۲۶ پر

ہفت روزہ
ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

اشاعت : ۲ تا ۹ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ
مطابق ۲ تا ۹ اکتوبر ۱۹۸۹ء شمسی
جلد نمبر (۸) شمارہ نمبر (۲۱)

مدیر مسئول : عبد الرحمٰن باوا

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا مفتی احمد الرحمٰن — مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی — مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر

اس شمارے میں

(۱) سورۃ فاتحہ ——— (۲)
(۲) اللہ والوں کی محفل ——— (۹)
(۳) خلق عظیم ——— (۷)
(۴) ایمانِ خلیل ——— (۹)
(۵) صدائے مجاہد ——— (۱۱)
(۶) مولانا قاضی احسان احمدؒ ——— (۱۲)
(۷) انگریز کا دلال ——— (۱۵)
(۸) مرزائیت اور بہائیت ——— (۲۰)
(۹) کیا مرتد واجب القتل ہے؟ ——— (۲۲)

سرکولیشن منیجر
محمد انور

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ ۷۴۸۰۰
فون نمبر : ۷۷۰۶۷۱

LONDON OFFICE
35 Stock Well Green
London
SW9 9HZ UK
Tel: 01-737-8199

چندہ
سالانہ ——— ۱۵۰ روپے
ششماہی ——— ۷۵ روپے
سہ ماہی ——— ۴۵ روپے
فی پرچہ ——— ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بھیجنے کیلئے الائیڈ بینک
بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۹۳
کراچی پاکستان

سرپرستان
- حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ ——— مہتمم دار العلوم دیوبند انڈیا
- مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود داؤد یوسف صاحب ——— برما
- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب ——— پاکستان
- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد اسحاق خان صاحب ——— متحدہ عرب امارات
- حضرت مولانا محمد یونس صاحب ——— بنگلہ دیش
- حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب ——— جنوبی افریقہ
- حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب ——— برطانیہ
- حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب ——— کینیڈا
- حضرت مولانا سعید انگار صاحب ——— فرانس

نارتھ امریکہ
- وینکوور ——— جمال عبد الستار
- ایڈمنٹن ——— عامر رشید
- وینی پیگ ——— میاں حمید
- ٹورنٹو ——— حافظ سعید احمد
- مونٹریال ——— آفتاب احمد
- واشنگٹن ——— کرامت اللہ
- شکاگو ——— محمد عبد الغنی
- لاس اینجلس ——— فرقان سعید
- سیکرامنٹو ——— چوہدری محمد شریف نکودری

- افریقہ ——— محمد زبیر افریقی
- ماریشس ——— محمد اخلاص احمد
- ٹرینیڈاڈ ——— اسماعیل ناخدا
- ری یونین فرانس ——— عبد الرشید بزرگ
- بنگلہ دیش ——— محی الدین خان
- مغربی جرمنی ——— مشتاق الرحمٰن
- سنگاپور ——— حیدر حسن بخاری

- بارباڈوس ——— اسماعیل قاضی
- سوئٹزر لینڈ ——— لے ریکو انصاری
- برطانیہ ——— محمد اقبال
- اسپین ——— راجہ حبیب الرحمٰن
- ڈنمارک ——— محمد ادریس
- ناروے ——— میاں اشرف جاوید

بیرون ملک نمائندے
- قطر ——— قاری محمد اسماعیل رشیدی
- دوبئی ——— قاری محمد اسماعیل
- ابوظہبی ——— قاری وصیف الرحمٰن
- برما ——— محمود یوسف

اہلبیت پاکؓ کی زندگی

سید عبدالرب صوفی

گوشِ ایماں سے سنو اے بیلیو یہ ماجرا
عائشہؓ نے ایک دن عروہؓ سے خود جو کچھ کہا

اے بھتیجے اے مری ہمشیر کے لختِ جگر
دن گزر جاتے تھے ہم پر دو مہینوں سے سوا

چاند راتیں ہم پہ اے عروہ گزر جاتی تھیں
دیکھ لیتے چاند اکثر دوسرا پھر تیسرا

اور چولہوں میں ہمارے آگ تک جلتی نہ تھی!
کچھ پکانے کے لئے ہم کو میسر ہی نہ تھا!

حال یہ سن کر گھروں کا سیدِ کونینؐ کے
سخت حیرت سے یہ صدیقہؓ سے عروہ نے کہا

جب یہ حالت تھی تو پھر کٹتی تھی کیسے زندگی!
کیا طریقہ تھا۔ بھلا پھر آپ کے گذران کا!

آج بھی لکھا ہوا ہے صفحۂ تاریخ پر!
اہل بیتِ پاکؓ نے جو کچھ جواب ان کو دیا

کھا کے رہ جاتے تھے ہم ربِّ محمدؐ کی قسم!
کچھ کھجوریں جب کہ ہوتا تھا تقاضا بھوک کا

منحصر تھی صرف دو چیزوں پہ اپنی زندگی
کچھ نہ ملتا تھا چھوہارے اور پانی کے سوا

اہل بیتِ پاکؓ پر صوفی خدا کی رحمتیں!
جسم و جانِ مصطفےٰؐ پر ہو سلام اللہ کا!

اداریہ

چیف سیکرٹری سندھ کی پشت پناہی میں قادیانیت کی تبلیغ

ہم نے گذشتہ دنوں ٹانمی احمد میں ایک قادیانی ڈاکٹر کے قتل اور اس پر قادیانی اخبار کے واویلے کا ذکر کیا تھا۔ ہم نے یہ بھی بتایا تھا کہ یہ قتل ذاتی عداوت، خاندانی رقابت یا پھر وہ اپنی بے بہا دولت کی وجہ سے ڈاکوؤں کا شکار ہوا ہوگا۔ لیکن قادیانی اس قتل کو علماء اور مسلمانوں کی طرف منسوب کر کے انہیں بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

سنا ہے کہ جب پولیس کو قاتل معلوم نہیں ہو سکے تو وہاں کے دو پولیس افسروں کو معطل کر دیا۔ مشہور کہاوت ہے جس کے گلے میں پھندا آ سے اسی پھانسی دے کے مطابق پولیس نے خانہ پری کرنے کے لئے ایک عالم دین کو جو وہاں کے مقامی مدرسے میں مدرس ہیں جو تقریریں بھی نہیں وہ نماز عصر سے فارغ ہو کر چہل قدمی کرتے ہوئے مقامی پارک میں جا بیٹھے جہاں پولیس پہنچ گئی اور مولانا کو گرفتار کر لیا۔

وہ نہ تو اس قتل کے ذمہ دار تھے اور نہ ہی وہ مقرر تھے کہ ان کی تقریر سے متاثر ہو کر کسی نے ڈاکٹر مذکور کو قتل کر دیا ہو۔ لیکن پولیس نے وقتی طور پر کاغذی کارروائی کرنی تھی۔ انہیں گرفتار کر کے کارروائی کی گئی۔ اور اس طرح انصاف کا خون کیا گیا۔

ایسا کیوں ہوا؟ شنید یہ ہے کہ چیف سیکرٹری کنور ادریس جو پکا قادیانی اور مرتد ہے۔ پولیس پر اس کا دباؤ تھا کہ ڈاکٹر کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کیا جائے جب قاتلوں کا سراغ نہ مل سکا اور مولانا مذکور بھی بے گناہ ثابت ہو گئے تو مبینہ طور پر چیف سیکرٹری کے دباؤ کے تحت دو پولیس افسروں کو معطل کر دیا گیا۔

سوال یہ ہے کہ ایک ڈاکٹر کے قتل کا چیف سیکرٹری سندھ کو اتنا دکھ ہوا کہ پولیس افسر تک معطل کر دیئے گئے۔ لیکن بہت سے مسلمان روزانہ قتل ہوتے ہیں۔ کئی سرمایہ دار اور سیٹھ اغواء کر لیے گئے۔ جن سے تاوان کا مطالبہ کیا گیا۔ کراچی شہر میں ایک دن میں گیارہ گیارہ ڈاکے پڑے، نہ تو کوئی گرفتار ہوا۔ اور نہ عدم دلچسپی کی وجہ سے کسی پولیس افسر کو معطل کیا گیا۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ کیا ایک قادیانی سینکڑوں مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ قیمتی ہے کہ اس کے قتل پر پولیس کا بھی ایکشن لیا جائے اور مسلمانوں کے قتل، اغواء اور ڈکیتی کے واقعات بغیر ڈکار لئے ہضم کر لئے جائیں؟ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ قادیانی سیکرٹری کو ملک، اسلام اور مسلمانوں سے کوئی دلچسپی نہیں اگر دلچسپی ہے تو صرف قادیانیوں سے ——————— اس لئے کہ وہ خود قادیانی ہیں۔ جب کہ قادیانی کوئی بھی ہو کیسا بھی ہو وہ اپنے نام نہاد امام کے حکم اور اپنی جماعت کی ہدایت کا پابند ہوتا ہے۔ اس کے سامنے "امام" اور جماعت کے مقابلہ میں ملکی آئین و قانون کوئی اہمیت نہیں رکھتے یہی کچھ سندھ کے قادیانی چیف سیکرٹری صاحب کر رہے ہیں۔

جب کنور ادریس کو چیف سیکرٹری بنایا گیا۔ تو ہم نے اس وقت یہ کھل کر کہا تھا کہ اب قادیانیوں کو سندھ میں کھلی آزادی مل جائے گی۔ جس پر پورے سندھ میں تشویش کی لہر دوڑ گئی اور یہ مطالبہ ہونے لگا کہ اسے فوراً سیکرٹری کے عہدے سے ہٹایا جائے۔ اس پر سکھر میں ایک اخبار نویس نے سیکرٹری صاحب سے سوال کیا کہ کیا آپ قادیانی ہیں؟ جس پر اس نے کہا کہ قادیانی یا سیکرٹری ہونا دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ گویا یہ تاثر دینا چاہتے ہیں۔ کہ میں قادیانی تو ضرور ہوں لیکن میں اپنے عہدے کا غلط استعمال نہیں کروں گا۔ بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ انہوں نے غلط تاثر دیا تھا۔ کیونکہ ان کی تقرری کے بعد حالات نے تیزی سے پلٹا کھایا ہے اور قادیانی اپنے ارتدادی منصوبوں پر عمل کر رہے ہیں ان کے پاس اسلحہ کی بھرمار ہے وہ شعائر اللہ کا بے دریغ اور بلا جھجک استعمال کر کے سندھ کے مسلمانوں میں اشتعال پیدا کر رہے ہیں۔ سندھ کی سرحد کے اس پار راجستھان میں ان کی آمد و رفت کا سلسلہ تیز ہو گیا ہے۔ لیکن چیف سیکرٹری کی وجہ سے سندھ کی پولیس ان پر ہاتھ ڈالنے سے ہچکچاتی ہے۔

گذشتہ دنوں عالمی مجلس کا ایک وفد ضلع تھرپارکر کے افسروں سے ملا اور ان کو قادیانیوں کی اشتعال انگیز حرکتوں کی طرف توجہ دلائی ان کا جواب تھا کہ جب تک چیف سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔ ہم بے دست و پا ہیں۔ الغرض اس وقت قادیانی چیف سیکرٹری کی وجہ سے صوبہ سندھ میں ایک طرف اگر قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر پورے زوروں پر ہے تو دوسری طرف ان کی ملک دشمن سرگرمیوں اور تخریب کاری کے واقعات میں بھی بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے۔ اگر پاکستان پیپلز پارٹی وفاق کی مضبوطی اور استحکام پر یقین رکھتی ہے تو اسے صوبہ سندھ سے پاکستان کے دشمن، اکھنڈ بھارت کے حامی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ و باغی اور مرزا قادیانی ملعون و دجال کے پیروکار چیف سیکرٹری کو جلد سے جلد ہٹانا ہوگا

اللہ والوں کے قول

محمد شفیع عمرالدین میرپورخاص

بزرگوں کا کلام دوا ہے
اور ان کی نظر شفا ہے

(۱) :- (نیک اعمال بجالانے میں) دنیا میں جس قدر محنت ہے آخرت میں اس سے کئی گنا زیادہ مسرت ہے۔ (حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ)

(۲) :- جب نمازیں درست طور پر پڑھنے کی توفیق حاصل ہوگی۔ تو نجات کی بہت بڑی امید ہے (ایضاً)

(۳) :- اللہ تعالیٰ کی معرفت اس شخص پر حرام ہے۔ جو اپنے آپ کو کافر فرنگ سے بہتر جانے۔ پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا۔ جو اپنے آپ کو حضرات بزرگان دین سے بہتر جانے؟ (ایضاً)

(۴) :- لوگوں کے عیبوں پر نظر نہ کریں بلکہ اپنے عیبوں کو ہمیشہ مد نظر رکھیں۔
(حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ)

(۵) :- استغفار طیبات و شمائلہ ہمیشہ ورد رکھنے کیلئے نافع اور مجرب ہے (ایضاً)

(۶) :- مواعظ و نصائح کا جس قدر ہو سکے خوب غور سے مطالعہ کریں۔ تاکہ ان پر عمل کی توفیق حاصل ہو۔ (ایضاً)

(۷) :- قصہ مختصر سب چیزوں سے بہتر یاد خدا ہے۔
ولذکر اللہ اکبر (العنکبوت آیت ۴۸)
(حضرت محمد نقشبندی ثانیؒ)

(۸) :- راحت اس وقت ہوگی جب پل صراط سے اور دوزخ کی آگ سے گذر کر دار الخلد (جنت) میں داخلہ ہوگا۔ اس سے قبل بلا در بلا اور جفا در جفا ہے۔ (ایضاً)

(۹) :- آج (دنیا میں) ساری بھلائیاں ہاتھ آسکتی ہیں۔ اور طالب صادق پر اس کی راہیں کشادہ ہیں۔ کل (قیامت کے دن) یہ اسباب نہ ہوں گے اور اس وقت حسرت و ندامت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ (ایضاً)

(۱۰) :- مخلوق کے ساتھ تواضع و تعظیم سے پیش آئیں۔ ان پر آپ کے جو حقوق ہیں۔ وہ معاف کردیں اور جو آپ پر دوسروں کے حقوق ہیں۔ وہ بجالائیں (حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ)

(۱۱) :- درود شریف پڑھنا، استغفار کرنا، کلمات طیبات (حدیث شریف اور حضرات بزرگ لوگوں کے ملفوظات) کا پڑھنا اور فرض اور نمازوں کے علاوہ نوافل پڑھنا، ترقیات کا موجب ہیں۔ (ایضاً)

(۱۲) :- روزمرہ پیش آنے والے احوال کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے سمجھیں۔ ان پر چون و چرا لب کشائی نہ کریں۔ (ایضاً)

(۱۳) :- نماز معراج میں فرض ہوئی۔ جو شخص صاحب معراج حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق نماز پڑھتا ہے۔ وہ مقامات قرب الٰہی پر عروج حاصل کرتا ہے۔ (ایضاً)

(۱۴) :- دنیا کے باغ میں ہم پھول (نیکیاں) حاصل کرنے کے لئے آئے تھے۔ مگر افسوس اور حسرت کا مقام ہے۔ ہم کانٹوں (گناہوں) کا بوجھ اٹھالیا۔ (ایضاً)

(۱۵) :- حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی شان میں نیکی کی بات کے سوا ہرگز لب کشائی نہ کریں۔ (یاد رکھیں کہ کوئی ولی، صحابیؓ کے درجے کو بھی نہیں پاسکتا۔ (ایضاً)

(۱۶) :- رضائے الٰہی کے طالب کے لئے فرصت نہیں۔ ایک نیک عمل بجالانے کے بعد دوسرا نیک عمل بجالانے کے لئے اس کے سامنے ہوتا ہے۔ (ایضاً)

(۱۷) :- حضرات صالحین کا تشبہ (نمونہ) اختیار کریں کیوں کہ (من تشبہ بقوم فھو منھم) جو شخص جس قوم کا نمونہ اختیار کرتا ہے پس وہ اس قوم میں سے ہے۔ (ایضاً)

(۱۸) :- ہمارا ایمان ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ پر نبوت و رسالت ختم ہے۔ آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی نبی یا رسول مبعوث نہ ہوگا۔ آپؐ کی نبوت قیامت تک پیدا ہونے والے سب انسانوں اور جنوں کے لئے ہے۔ (حضرت محمد فضل علی شاہ قریشی مسکین پوریؒ)

(۱۹) :- یہ زندگی بڑی قیمتی ہے۔ اس کو برباد نہ کرو۔ فانی اشیاء کے ساتھ محبت نہ کرو۔ باقی اور پائیدار چیزیں اعمال صالح ہیں۔ ان کے ساتھ دل لگانا چاہیئے۔ انہیں بجالاتے رہئے۔ (ایضاً)

(۲۰) :- آج کل حقہ پینے کا بڑا رواج ہے۔ حقے کی نے پر اگر کپڑا رکھ کر پیا جائے۔ تو کپڑا سیاہ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح حقہ پیتے پیتے دل بھی کالا ہوجاتا ہے۔ لہٰذا تمباکو نوشی سے بچنا چاہیئے

ھو الشافی
مطب صدیقی
صدیقی۔ حافظ آباد ضلع

حکیم محمد سعید

قرآنِ حکیم میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

وانک لعلیٰ خلقٍ عظیم (القلم: ۴)

"اور اے نبی بے شک آپ اخلاق کے بلند مرتبے پر فائز ہیں":

عظمتِ اخلاق کا یہ تاجِ زریں خصائصِ نبوی میں شمار کیا جاتا ہے، اس لئے کہ از آدم تا ایں دم بارگاہِ رب العالمین سے کسی کو فضل و کمال کی وہ سند نہیں مرحمت فرمائی گئی جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ تشریف آوری آپؐ سے پہلے بھی انبیائے کرام علیہم السلام کی ہوتی رہی اور قرآن کریم نے اکثر انبیاء کے خاص خاص اوصاف بھی بیان کئے۔ مگر حق یہ ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ کے اخلاقِ حسنہ پر کسی مومن کو معمولی سا شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم نے ہمیں یہ کہنے کی ہدایت کی ہے:۔

لانفرق بین احد من رسلہ (البقرہ: ۲۸۵)

پھر بعض انبیائے کرام کو دوسرے نبیوں پر فضیلت ضرور ہے اور اس کا اعلان اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے:۔

تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض (البقرہ: ۲۵۳)

ان تمام انبیائے کرام میں افضل سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہوا اور نوعِ بشر کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والا دین مکمل ہوا۔ آپؐ پر نازل ہونے والی کتاب آخری کتاب اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت آخری شریعت اور آپؐ کی پیش کردہ ہدایت کو مکمل ضابطۂ حیات کہا گیا۔ فضائل و کمالات کی ایسی جامعیت بخشی گئی کہ جو کہیں اور نظر نہیں آتی۔

یہ سارے اوصاف اس بات کے متقاضی تھے کہ جس ذاتِ اقدس پر اللہ تعالیٰ کے ان سارے انعامات کی تکمیل ہوئی اس کی سیرت اور اس کے اخلاق بھی اس مرتبۂ کمال کے ہوں کہ رہتی دنیا تک وہ نمونہ و مثال بن جائے اور اس کا کوئی گوشہ ایسا نہ ہو جس میں کسی عہد اور کسی قرن، کسی نسل اور کسی آبادی، غرض پوری نوعِ انسانی کیلئے روشنی اور ہدایت موجود نہ ہو۔ اگر بندگی ہو تو اس عبدِ کامل کی سی جس کو اللہ تعالیٰ خود اپنا بندہ کہہ کر نوازے، اگر صبر ہو تو ایسا کہ اس سے بلند معیار کا تصور بھی ممکن نہ ہو، اگر ایثار ہو تو ایسا کہ اخلاقیات کی تاریخ میں اس سے بڑھ کر رفعت و کمال کا مظاہرہ نہ کبھی ہوا ہو اور نہ قیامت تک ممکن ہو۔ اگر رافت و رحمت، ہمدردی و دلسوزی، استقامت و استقلال، عزتِ نفس اور عجز و انکسار، شجاعت اور اولوالعزمی ہو تو ایسی کہ دوست ہی نہیں دشمن کو بھی اعتراف ہو، صدق اور راستبازی اس مرتبے کی ہو کہ اس سے اعلیٰ اور ارفع مقام پر چشمِ عالم نے آج تک کسی بشر کو نہ دیکھا ہو۔ اسی کمال کی طرف حدیثِ نبویؐ کے یہ الفاظ اشارہ کرتے ہیں کہ

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔

میں تو اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ فضائلِ اخلاق کو مرتبۂ کمال تک پہنچا دوں۔

دیگر انبیائے کرام علیہم السلام بھی بلاشبہ فضائلِ اخلاق سے آراستہ تھے مگر اخلاق کو درجۂ کمال تک پہنچانے کا شرف اللہ تعالیٰ نے آپؐ ہی کو بخشا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر آپؐ کی تشریف آوری نہ ہوتی تو اخلاق اور اس کے محاسن کا شعور تو ضرور ہوتا مگر اس کے مرتبۂ کمال کا تصور نہ ہوتا۔

اب میں آپ کی توجہ اس چیز کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے کس موقع پر آپؐ کو رفعت و فضیلت کا یہ تاج عطا فرمایا تھا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کو کس امتیاز کی بناء پر خلقِ عظیم کا مقام حاصل ہوا۔

دراصل تبلیغِ اسلام کا وہ دور تھا جب کفر و شرک کی ساری طاقتیں اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ اس راہ میں مزاحم تھیں۔ کفار حشر و نشر کا انکار کر سکتے تھے اور انہوں نے کیا، اللہ کی وحدانیت کا بھی انکار کر سکتے تھے اور انہوں نے یہ بھی کیا، لیکن ایک چیز ایسی تھی جس کے انکار کی وہ کبھی جرأت نہیں کر سکتے تھے اور وہ تھی آپؐ کی امانت اور صداقت، آپؐ کا عدل اور آپؐ کی راستبازی۔ انہیں جب آپؐ کے اخلاق پر انگشت نمائی کا موقع نہ ملا تو انہوں نے اس دعوتِ حق کے سلسلے میں آپؐ پر الزامِ جنون عائد کیا۔ یہ الزام ان کافروں کے فکری تضاد کا مظہر تھا، اس الزام کی تردید کرتے ہوئے فرمایا جا رہا ہے کہ بیشک آپؐ اخلاق کے بلند مرتبے پر فائز ہیں۔ اس خلقِ عظیم کا اعلان قلم اور اس سے لکھی جانے والی چیز کی قسم کے ساتھ کیا گیا، جس سے یہ بات بخوبی سمجھی جا سکتی ہے کہ جو کچھ آپؐ پیش کر رہے ہیں اس کا تعلق علم سے ہے اور جب علم ہے تو اخلاق بھی ہے، اس لئے کہ حقیقی علم اور اخلاق میں تلازم ہے۔ جہاں علم نہیں وہاں اخلاق نہیں۔ پھر یہ کفار معاندت میں کیوں اس قدر اندھے ہو گئے ہیں کہ جو ذات اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہو اور جس کی دعوت علم پر مبنی ہو اس کو مجنوں کہتے ہیں، یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ ہاں ایسا کہنے والے دیوانے

ہو سکتے ہیں اور اشارہ یہ ہے کہ جلد آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ دیوانہ کون ہے؟ آپؐ کی سیرت تو دنیا میں مثال بن کر رہے گی، آپؐ کا اخلاق سارے عالم کا فاتح بن کر رہے گا، اور اس سے دنیا کو اخلاق، صدق، ایفائے عہد، امانت و دیانت مساوات و عدل، نرمی و محبت اور رحمت کا قابل تقلید نمونہ ہمیشہ ملتا رہے گا۔ ہاں ان کا انجام چشم عبرت دیکھ لے گی کہ جو الزام جنون عائد کر رہے ہیں۔ اس خلق عظیم کے اعلان کا ایک معنی خیز پہلو اور بھی ہے، وہ یہ کہ انسان جو چیز دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے وہ اس کا جبلی کردار نہیں، بلکہ اخلاقی کردار ہے۔ اخلاقی کردار ہی اس کی رفعت اور فوقیت کا سبب بنتا ہے۔ جذبات و احساسات کے لحاظ سے حیوان و انسان میں کوئی فرق نہیں ہوتا در اصل اخلاقی کردار ہی کی تشکیل و تعمیر کے لئے انبیائے کرام کی بعثت ہوتی ہے۔ حکمت اور میزان کا اصول بھی اسی غرض سے ہوا ہے۔ اسی لئے صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی بعثت کی غرض و غایت پر اس طرح بھی روشنی ڈالی ہے کہ

انما بعثت معلما

میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں

اس سے پہلے اسی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے وہ حدیث بھی بیان کی گئی ہے جس میں تکمیل اخلاق کا ذکر آیا ہے۔ اگر تعلیم اور تکمیل اخلاق کے درمیان ربط اور رشتے کی تلاش و جستجو کی جائے تو یہ بات بآسانی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ معلم کا کام محض علم کے مسائل بیان کر دینا نہیں ہے، بلکہ اخلاق کی تشکیل و تعمیر بھی ہے اور یہ اخلاق تکمیل کے مدارج تک اس وقت پہنچ سکتے ہیں کہ جب معلم اخلاقی اعتبار سے خود بھی کامل و مکمل ہو۔ لہٰذا یہ اعلان ساری دنیا کے لئے ہے کہ جن کو تکمیل اخلاق کے لئے بھیجا گیا ہے وہ خود اللہ کے نزدیک بلند ترین مقام اخلاق پر فائز ہیں اور یہ اخلاق علم و عمل اور قول و فعل کی ایسی ہم آہنگی کا نام ہے، جہاں کہیں کوئی تضاد نہ ہو غور فرمایئے کہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کا پورا گروہ کیوں

منافق ٹھہرایا گیا، وہ زبان سے اسلام کا اقرار کرتا تھا ظاہری اعمال کی بجا آوری میں بھی مستعد تھا، لیکن اس کا کردار وحدت فکر و عمل کے بجائے عقائد و اعمال کے تضاد کا شکار تھا۔

لیکن اس کے برعکس آپ خلق نبویؐ کا مطالعہ کریں تو آپ کو حروف میں کامل اور منکر سے یکسر پاک ذاتِ اقدس نظر آئے گی۔ وہاں تضاد کی ادنیٰ مثال بھی نہیں ملے گی۔ آپؐ نے اگر مساوات کا درس دیا تو غلام آقا بن گئے اور آقا ان کے خادم۔ اخوت کا درس دیا تو مدینے میں اجنبی سگے بھائیوں سے بڑھ گئے۔ آپؐ نے دنیا میں خزانے لٹائے مگر دنیا کو اس حال میں چھوڑا کہ آپؐ کے گھر چراغ جلانے کا تیل اور مٹھی بھر غلہ بھی نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح دین کی تکمیل کا اعلان فرما کر ساری دنیا کو متنبہ کر دیا کہ اب کسی نبی کی بعثت اور کتاب کا نزول نہ ہوگا اسی طرح

انک لعلی خلق عظیم

کہہ کر یہ بھی بتا دیا کہ اب اس سے بڑھ کر کمالِ اخلاق کا کوئی اور مرتبہ نہیں ہے۔

جس کو حسن اخلاق مطلوب ہے وہ آپؐ کی پیروی کرے۔ آپؐ کے اخلاق سے روشنی حاصل کرے۔ پوری نوعِ بشر آپؐ کے خلقِ عظیم سے روشنی حاصل کرے، اس لئے کہ آپؐ اخلاق کے اس رفیع اور بلند مینار پر ہیں جس سے زیادہ رفعت ایک بشر کے لئے ممکن نہیں۔ اگر تاریخ عالم میں سارے انسانوں کے لئے کسی کے اخلاق کو قابلِ تقلید نمونہ کہہ سکتے ہیں تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اخلاقِ حسنہ ہے۔

تم مجھ پر اپنے اسماء اور علامتوں کے ساتھ پیش کئے جاؤ گے۔ لہٰذا مجھ پر خوب اچھی طرح درود پڑھا کرو۔ (قرآن الہدیٰ)

علم پر چند اقوال

مرسلہ۔ محمد احسان رانا گوجرانوالہ

- تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں جن کو علم بخشا گیا۔ اللہ ان کو بلند درجہ عطا کرے گا (القرآن)

علم پر احادیث نبویؐ

- علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان عورت مرد پر فرض ہے
- علم کی طلب میں نکلنے والا دراصل اللہ کے راستے میں نکلنے والا ہے۔
- ظن و قیاس سے پہلے حقیقی علم حاصل کرو
- علم کا صرف اللہ کے لئے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے۔

حدیث شریف کی ایک اہم اور نایاب کتاب

مسند ابی عوانہ

للامام الجلیل ابی عوانہ یعقوب بن اسحٰق الاسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۱۶ھ)

پاکستان میں پہلی بار معیاری طباعت عمدہ کاغذ مجلد بندی کے ساتھ منظر عام پر آ چکی ہے

قیمت جلد اول دوم : ایک سو اسی روپے (۱۸۰)

ناشر: مکتبہ حسینیہ قذافی روڈ گرجاکھ گوجرانوالہ

ذوق حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمانِ خلیلؑ

تحریر: جناب محمد بدیع الزمان پھلواری شریف پٹنہ

اس مضمون کا عنوان اقبال کی نظم "کفر و اسلام" کے درج ذیل کلیدی شعر کا مصرع ہے۔

ذوق حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمانِ خلیل
ورنہ خاکستر ہے تیری زندگی کا پیرہن

(بانگِ درا)

یہ نظم آج سے تقریب ستر سال پہلے اقبال نے لکھی تھی مگر چونکہ حق و باطل کی معرکہ آرائیاں روز ازل سے ہر زمانہ میں ایک رہی ہیں اس لئے اس شعر کا اطلاق آج بھی اور ہر آنے والے زمانہ میں ہوتا رہے گا کیونکہ بقول اقبال "تازہ ہر عہد میں ہے قصۂ فرعون وکلیم": اس نظم میں اقبال "کلیم طور" سے مخاطب ہو کر دریافت کرتے ہیں کہ:

آتش نمرود ہے اب تک جہاں میں شعلہ ریز
منتظر ہو وادیٔ فاراں میں ہو کر خیمہ زن

حضرت موسیٰؑ کو "کلیم" اور حضرت ابراہیمؑ کو "خلیل" کے القاب سے نوازے جانے کا جواز قرآن کی درج ذیل آیات سے فراہم ہوتا ہے اور چونکہ یہ دو نوں اصطلاحات قرآن کی عطا کردہ ہیں اس لئے اقبال نے اپنے سارے کلام میں ان دونوں کے لئے زیادہ تر یہی اصطلاحات استعمال کی ہیں اور ان اصطلاحات سے بہت ساری اصطلاحات بھی وضع کی ہیں حضرت موسیٰؑ کو "کلیم" کہے جانے کا جواز قرآن میں اس طرح وارد ہوا ہے۔ ہم نے موسیٰ سے اس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے (وکلم اللہ موسیٰ تکلیما

(سورۃ النساء ۴، ع ۲۳)

"اے موسیٰ میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کیا کہ میری پیغمبری کرو اور مجھ سے ہمکلام ہو۔"

(سورۃ الاعراف ۷، ع ۱۷)

حضرت ابراہیمؑ کو خلیل کے لقب سے نوازے جانے کا جواز تو خدا کا یہ ارشاد ہے کہ،

اس شخص سے بہتر اور کس کا طریق زندگی ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور یکسو ہو کر ابراہیم کے طریقے کی پیروی کی، اس ابراہیم کے طریقے کی جسے اللہ نے اپنا دوست بنا لیا تھا۔ (واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا)

(سورۃ النساء ۴ آیت ۱۲۵)

اقبال اگر نظم "کفر و اسلام" میں مسلمانوں کے سوز یقیں کے پنہاں ہو جانے پر گریاں کناں ہیں تو اسی زمانہ کی نظم "میں اور تو" (بعد از نظم شکیپیر) میں انہی دونوں برگزیدہ نبیوں کے سلیقوں اور قرینوں کے حوالوں سے مسلمانوں کے جذبۂ ایمانی پر اس طرح اظہار تاسف کرتے ہیں:

نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاک جادوئے سامری، تو قتیل شیوہ آزری

(بانگِ درا)

قبل اس کے کہ نظم "کفر و اسلام" کے کلیدی نکتہ "ایمانِ خلیل" پر روشنی ڈالی جائے ایمان کی اصل حقیقت جس کی طرف قرآن ہمیں دعوت دیتا ہے۔ اسے پیش نظر رکھا جائے۔ تاکہ ہم صحیح طور پر انہی کسوٹیوں پر "ایمانِ خلیل" کو اپنی گرفت میں لا سکیں کیونکہ یہ وہی ایمان ہے جس میں بندہ اپنی فکر، اپنے جذبات، اپنے وجود اور اپنے سارے اثاثے اور ہر وہ چیز جو اسے عزیز ہے خدا کے سپرد کر دیتا ہے اور اپنے پاس کچھ بھی نہیں چھوڑتا اور نفسیاتی طور پر خدا کی ہستی میں گم ہو جاتا ہے "آتش نمرود" میں ڈالے جانے کا واقعہ ہو یا حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کا حضرت ابراہیمؑ کے یہ سارے اعمال جاں نثاری اور سپردگی کی لازوال مثالیں ہیں اللہ کی راہ میں جان اور مال دونوں کو قربان کر دینا ہی دینِ اسلام میں ایمان ہے جس کی ابتداء حضرت اسمٰعیل کے ساتھ گزرے ہوئے اس واقعہ سے ہوتی ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے صحیح اور مخلصانہ شعور کا مظہر ہے۔ داستانِ حرم میں اس جاں نثاری اور سپردگی کو اقبال نے اپنے مخصوص فلسفیانہ اور حکیمانہ انداز میں اس طرح نظم کیا ہے:

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؑ، ابتداء ہے اسماعیلؑ

(بالِ جبریل، غزل ۱۴)

اسلام درحقیقت ایک زبردست جدوجہد اور قربانی کا ایک مسلسل عمل ہے جو ایمان لانے کے بعد سے آدمی کی موت تک جاری رہتا ہے۔ برعکس اس کے کفر ایک باغیانہ طرزِ فکر اور طرزِ عمل ہے۔ جس طرزِ فکر اور طرزِ عمل کے تحت ایک انسان خدا کے اقتدار اعلیٰ اور اس کو ساری کائنات کا واحد مالک اور معبود ماننے یا اس کے احکام کو واحد منبع علم و قانون تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے دنیوی زندگی میں اپنے رویہ کی بنا اطاعت اور فرمانبرداری پر نہیں بلکہ نافرمانی پر رکھتا ہے۔ اس نظم "کفر و اسلام" میں اقبال نے انہی متضاد نظریوں کو پیش کر کے مسلمانوں کو دینِ اسلام کے اس سرا کو پکڑنے کی تلقین کی ہے جس کی پہلی کڑی ایمان ہے اور جس کا مثالی نمونہ "ایمانِ خلیلؑ" ہے

دینِ اسلام میں ایمان کی جو خاصیت، ماہیت اور حقیقت قرآن کی روشنی میں ابھر کر سامنے آتی ہے اور جس کی مجسم شبیہ ہمیں "ایمانِ خلیلؑ" میں ملتی ہے وہ یہ ہے کہ ایمان محض مابعد الطبیعاتی عقیدہ نہیں ہے بلکہ فی الواقع ایک معاہدہ ہے جس کی رو سے بندہ اپنا نفس اور اپنا مال خدا کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ اور اس کے معاوضہ میں خدا

کی طرف سے اس وعدہ کو قبول کر لیتا ہے کہ مرنے کے بعد دوسری زندگی میں وہ اسے جنت عطا فرمائے گا۔ ایمان کی یہ حقیقت قرآن میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے۔

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں، ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمہ ایک پختہ وعدہ ہے توراۃ اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکا لیا ہے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ وذالک هو الفوز العظيم"
(سورۃ التوبہ ۹، آیت ۱۱۱)

اس بیع کی صحیح نوعیت یہ ہے کہ بندہ خیال اور عمل دونوں میں آزادی و خود مختاری کو خدا کے ہاتھ بیچ کر اس کے حق میں اپنے ادعائے ملکیت سے دستبردار ہو جاتا ہے اس طرح اگر انسان دنیا کی موجودہ عارضی زندگی میں اپنی خود مختاری کو، جو خدا کی عطا کردہ ہے خدا کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ وہ بعد میں جاودانی زندگی میں اس کی قیمت بصورت جنت عطا فرمائے گا یہی انسان جب خدا کے ساتھ یہ معاملہ طے کر لیتا ہے تو وہ قرآن کی رو سے مومن کہلانے کا مستحق ہوتا ہے اور ایمان دراصل اس بیع کا دوسرا نام ہے۔ خدا کے نزدیک اس "بیع" کی رو سے ایمان محض یہ مان لینے کا نام نہیں ہے کہ خدا ہے اور وہ ایک ہے بلکہ یہ اس امر کا اقرار ہے کہ خدا ہی انسان کے نفس اور مال کا مالک ہے اور اس کی ذات، اس کی صفات اور اس کے حقوق اور اس کے اختیارات میں انہیں قرار دیا گیا ہے جو واقعی اپنا نفس اور مال خدا کے ہاتھ بیچ چکے ہیں اور اسی کو ان چیزوں کا مالک سمجھتے ہیں اور جہاں اس کا حکم ہوتا ہے اسے بے دریغ قربان کرتے ہیں اور یہی ہے وہ جہاد جس کی طرف "ایمان خلیل" ہمیں دعوت دیتا ہے اور مثال بن کر ہمارے سامنے آتا ہے جہاد اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے نہ صرف کسی ظاہری عمل کا نام نہیں بلکہ اس مخصوص کیفیت کا نام ہے جو کسی عمل کے ذریعہ ظہور پذیر ہوتی ہے یہی عمل جب وقت اور خواہش کے خلاف اپنی زندگی کو خدا کی طرف لے جانے کے لئے کیا جائے تو اسی کو ہم جہاد کہتے ہیں ایمان کی اسی نوعیت کو جس کی حقیقت متذکرہ بالا آیت میں وارد ہوئی ہے۔ اقبال نے اسی نظم "کفر و اسلام" کے درج ذیل شعر میں "کلیم طور" سے جواباً ذہن نشین کرایا ہے۔

عارضی ہے شان حاضر، سطوت غائب مدام
اس صداقت کو محبت سے ہے ربط جان تمام

یہ "سطوت غائب" جس کا اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے اس ایمان کا نتیجہ نہیں جو محض مان لینے کے معنی میں ہو بلکہ اس ایمان کا ہے جو سیرت و کردار کی روح بن جائے اور جس کی طاقت سے اخلاق و اعمال میں اصلاح کا ظہور ہونے لگے۔ بالفاظ دیگر یہ نتیجہ ہے ان عقائد کا جو نفس کے اندر جذب و پیوست ہو کر اندازِ فکر، مذاقِ طبع اور افتادِ مزاج بن جائیں اور سیرت و کردار اور رویہ زندگی کی صورت میں نمایاں ہوں، جہاں تک اس "سطوت غائب" کے مدام ہونے کا سوال ہے اس سے مراد یہ ہے کہ درحقیقت صالح اہل ایمان دنیا میں افکار عالیہ اور اخلاق فاضلہ اختیار کر کے اپنے جذبات کو سنوار کر، اپنی خواہشات کو سدھار کر اور اپنی سیرت و کردار کو پاکیزہ بنا کر جس قسم کی بلند ترین شخصیتیں اپنی ذات میں بہم پہنچائیں گے وہی دنیا کے ماحول سے مختلف جنت کے پاکیزہ ترین ماحول میں اور نکھر کر ابھر آئیں گی اور ان کے وہی اوصاف جو دنیا میں انہوں نے پرورش کئے تھے وہاں اپنی پوری شان کے ساتھ ان کی سیرت میں جلوہ گر ہو کر انہیں عطا کردہ "سطوت" کو "مدام" بخشیں گے۔

متذکرہ بالا آیت میں **وذالک هو الفوز العظيم** سے مراد یہ ہے کہ خدا کے نزدیک دراصل کامیاب وہ ہے جس نے اپنے خدا کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے اپنے دل و دماغ اور جسم و جان کی ساری قوتیں صرف کر دیں اور پوری سنجیدگی اور خلوص کے ساتھ اپنی فکر، اپنا مذاق، اپنی پسند، اپنے رویہ اور اپنی دوستی اور دشمنی کو اس سعی و جد و جہد میں اس عقیدے کے مطابق بنا لیا جس پر وہ ایمان لایا ہے خواہ دنیا کے اعتبار سے اس کی سعی و جد و جہد کا بظاہر نتیجہ کچھ بھی نظر آتا ہو۔ ایمان کی یہی حقیقتیں اسلامی طرز حیات اور کافرانہ رویہ زندگی کو شروع سے آخر تک بالکل ایک دوسرے سے جدا کر دیتی ہیں اور یہی وہ نکتے ہیں جو اقبال اس نظم "کفر و اسلام" میں مسلمانوں کو ذہن نشین کراتے ہیں کفر و اسلام کے انہی متضاد طرز فکر کو اقبال نے علی الترتیب ایک غزل میں اس طرح بھی ذہن نشین کرایا ہے۔

آذر کا پیشہ خارا تراشی
کار خلیلاں خارا گدازی
(بال جبریل، غزل ۵۲)

جو لوگ خدا کی نشانیوں سے غافل ہو کر اس مفروضے پر کام کرتے ہیں کہ زندگی بس یہی دنیا کی زندگی ہے جن کے نزدیک کامیابی و ناکامیابی کا معیار صرف یہ ہے کہ اس دنیا میں آدمی نے کس قدر خوشحالی، آسائش، شہرت اور طاقت حاصل کی اور جو اپنے مادہ پرستانہ تخیلات کی بنا پر خدا کی نشانیوں کو ناقابل توجہ سمجھتے ہیں ان کی پوری زندگی غلط ہو کر رہ جاتی ہے اور ان کا آخری ٹھکانا قرآن کی رو سے جہنم ہو گا۔ ان برائیوں کی پاداش میں جن کا اکتساب وہ اپنے غلط عقیدے اور غلط طرز فکر اور طرز عمل سے کرتے رہے۔ ایسا غلط رویہ وہی شخص اختیار کرتا ہے جو خدا کی نشانیوں سے سب کچھ جانتے ہوئے غفلت برتتا ہے اور جسے آخرت پر یقین نہیں کیونکہ ایمان باللہ اگر لازم ہے تو یقین بالآخرت کی حیثیت ملزوم کی ہے اور انہی دو کڑیوں پر دین اسلام میں ایمان کی پوری زنجیر استوار ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیات ۳ اور ۴ میں فرمایا گیا ہے۔

یہ یقین جو ایمان کا جذبہ ہے خارج سے درآمد ہوئی کسی چیز کا نام نہیں بلکہ اس حقیقت کا زندہ شعور ہے جو خود انسان کی فطرت میں چھپی ہوئی ہے۔

قرآن میں یہ بات بار بار وارد ہوئی ہے کہ زندگی میں کافرانہ رویہ وہی اختیار کرتے ہیں جو خدا کی آیات یعنی

باقی صفحہ ۲ پر

صدائے مجاہد

وہ فقیر کے لباس میں "اس بازار" میں داخل ہوئے اور ان کی سحر انگیز تلاوت نے "اس بازار" کا نقشہ پلٹ دیا

آج بازار حاکم کی رونق قابل دید تھی۔ ہر دکاندار نے اپنی دوکان کو خوبصورتی سے سجایا تھا۔ پان والوں نے آج پان کی خاص قسمیں تیار کر کے رکھی تھیں۔ دلہن پان سہاگن، اسیر زلف، رشک لیلیٰ جیسے ناموں کے پان بنا بنا کر ڈھیر لگا رکھے تھے۔ مٹھائی والوں نے رس گلے اور موتی چور ایک نئے انداز سے بنائے تھے۔ ہر دوکان مختلف قسم کے قمقموں اور رنگ برنگ روشنیوں اور جھالروں سے سجی ہوئی تھی۔ اور گاہک .... ان کا بھی کیا کہنا، یوں لگتا تھا کہ دلی کے سارے من چلے ادھر ہی آ گئے ہیں۔ ہر ایک نے سب سے قیمتی جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔ یہ بانکے سجیلے نوجوان مختلف قسم کی خوشبوئیں رچے بسے بازار خانم میں گھومنے نکلے ہوئے مٹھائی کی دوکان سے اپنی پسندیدہ مٹھائی اور پان والے سے پان خریدتے ہیں۔ اور بازار خانم میں سجے سجائے مکان میں جا پہنچتے ہیں۔ سب سے زیادہ رش کڑوا مشروب بیچنے والے کی دوکان پر تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ہر شخص تمام بوتلیں سمیٹ کر لے جانے کی کوشش میں ہے۔ اور دوکاندار نے آج بھی بوتلوں کا انبار لگا رکھا تھا۔ شائد وہ زندگی میں سب سے زیادہ "سیل" کرنے کا سامان کر کے بیٹھا تھا۔ اس بازار میں یوں تو سارا دن ویرانی و ہو کا عالم طاری رہتا۔ مگر جب شام کے سائے ڈھل جاتے اور رات کی تاریکی شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی تو اس بازار میں رونق آ جاتی۔ لیکن آج بازار میں جو گہما گہمی تھی وہ پہلے کبھی نہ دیکھی گئی تھی "موتی منزل" جو اس بازار کی جان تھی، اس میں داخل ہونے اور چند لمحے گزارنے کی آرزو اور تمنا بڑے بڑے رئیس زادوں اور نواب زادوں کے دل میں ہوتی تھی۔ اپنی دولت کو "موتی" پر لٹانے کے لئے ہر وقت تیار بلکہ بے چین رہتے۔ "موتی" جو دلی کی سب سے حسین اور ممتاز طوائف تھی۔ بازار حسن میں رہنے والی تمام طوائفیں موتی کے ہاں منزل میں ہر کسی کا جانا ممکن نہ تھا۔ مگر آج موتی کے ہاں ایک خاص تقریب تھی۔ دلی کی تمام طوائفیں موتی کے ہاں جمع تھیں اور موتی بڑی مہربان جو بھی داخلے کی اجازت مانگتا تھا۔ اس کو دے دیتی تھی۔ یوں تو موتی منزل ہر روز طرح طرح کی زیبائشوں سے آراستہ کی جاتی۔ مگر آج چونکہ منزل میں شمعیں زیادہ تھیں۔ اس لئے ہر طرف پروانوں کی بہتات تھی۔ لاشعوری قہقہوں کی وجہ سے فضا گونج رہی تھی۔ تقریب کو دوبالا کرنے کے لئے شہر کے بہترین گلوکار، موسیقار اور صداکار بلائے گئے تھے۔ جو ساز و آواز سے محفل میں مزید گرمی پیدا کر رہے تھے اسی دوران بازار میں ایک شخص فقیرانہ لباس میں داخل ہوا۔ دیکھنے والے حیران تھے۔ کہ اس بازار میں فقیر کا کیا کام، جس نے بھی دیکھا تعجب کیا۔ اور اس وقت بازاریوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب فقیر موتی منزل کی جانب بڑھا اور جا کر موتی کے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے ایک لڑکی آئی۔ اس نے جب دیکھا دروازے پر ایک شخص فقیرانہ لباس میں کھڑا ہے۔ تو وہ اندر آ کر واپس چلی گئی۔ اور جا کر اپنے آقا موتی کو بتایا کہ دروازے پر ایک فقیر آیا ہے۔ "موتی" جو فقیروں سے نا آشنا، نوابوں کی جھرمٹ میں رہنے کی عادی تھی۔ اس نے کسی محتاج اور فقیر کو کچھ دینے کے لئے کبھی اپنی جیب میں ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ مگر آج اس نے فقیر کو بھی نوازے بغیر لوٹانا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ اس نے فقیر کو دینے کے لئے لڑکی کے ہاتھ کچھ نقدی بھیجی۔ لڑکی نقدی لے کر دروازے پر آئی، فقیر کو پیسے دینے چاہے۔ فقیر کہنے لگا تم اپنی ملکہ سے جا کر کہو کہ وہ صرف ایک صدا دینے کی آرزو رکھتا ہے۔ اسے کچھ لینے کی عادت نہیں۔" لڑکی نے جا کر موتی سے کہا، موتی سوچ کر کہنے لگی۔ ٹھیک ہے اس فقیر کی صدا اس بزم نشاط میں سرمستی پیدا کرے گی۔" فقیر کو اندر آنے کی اجازت مل گئی۔ جیسے ہی فقیر اندر داخل ہوا۔ موتی کے گھر میں موجود تمام مجمع فقیر کی صدا سننے کے لئے اس کے گرد اکٹھا ہو گیا۔ مگر یہ کیا؟

تمام عورتیں حیرت و استعجاب سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں۔ یہ تو کسی کی طرف دیکھتا نہیں۔ نظریں جھکی ہوئیں، چہرے پر شرم و حیا کی چادر پڑی تھی۔ چال اور وقار اور متانت سے بھرپور سراپا مردانہ جاہ و جلال کا کامل نمونہ۔ پیشانی ایسی روشن کہ ابھی نور کا چشمہ پھوٹ پڑے۔ اور جب بات شروع کی تو ایسی تاثیر اور شفقت سے بھرپور کہ سننے والا اور قریب ہو کر سنے، ایسا پر سوز کہ دل میں اترتا ہوا محسوس ہو۔ یہ شخص جس کو فقیر اور صداکار سمجھ کر اندر بلایا تھا۔ وہ دراصل فقیر نہ تھا۔ وہ غیر اللہ سے کچھ مانگنے کا عادی نہ تھا۔ وہ تو خود "شاہ" تھا۔ وہ تو موتی کو کچھ دینے آیا تھا۔ اور وہ چیز دینے آیا تھا۔ جو اس کے اور اس کی سہیلیوں کے پاس نہ تھی۔ وہ انہیں یاد کرانے آیا تھا اور وہ چیز دینے آیا تھا جو اس کی تمام سہیلیاں بھول چکی تھیں۔ وہ تو تھا۔ اس کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین تھا۔ اور خلق خدا کے ہجوم میں جس طرح اخلاق کے مارے ہوئے شریف اور باعزت خاندان یا نیک نفس طلبہ داخل تھے ایسے ہی شراب کی بھٹیوں، جوئے کے اڈوں اور قحبہ خانوں کی قباحتوں میں زندگی گزارنے والوں کو اپنی خیر خواہانہ ہمدردیوں کا مستحق سمجھتا تھا۔ ان کی پستی اور رسوائی اس کے احساس دل میں درد پیدا

کرتی تھی۔ اور ویران تباہ حال لوگوں کی اصلاح اور اپنے دردِ دل کے علاج کے لئے ہر امکانی کوشش کام میں لاتا۔ آج بھی ————

جب اس نے سنا موتی کے ہاں ایک محفل منعقد ہو رہی۔ اور وہاں ناسمجھ اپنا دین اور دنیا داؤ پر لگانے کا پروگرام بنائے بیٹھے تھے۔ ان کے دل میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی، جس نے سارا دن اسے نڈھال کئے رکھا۔ بالآخر دردِ دل سے مجبور ہو کر اور جامع مسجد دہلی میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر فقیرانہ بھیس بدلا اور اپنی صدا لگانے کی اجازت ملی تو اس نے صدا لگائی۔ صدا کیا تھی۔ سورہ والتین کی تلاوت و تفسیر تھی۔ جو درد بھرے دل سے پُرسوز و پُردرد لہجے میں نکل رہی تھی۔ اور دلوں میں درد پیدا کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر کی تقریر نے جادو کا اثر کیا۔ دلوں کی دنیا بدل گئی۔ قلب و نظر میں انقلاب برپا ہو گیا۔ ہر طرف سے گریہ و زاری، توبہ استغفار کی صدا بلند ہونے لگی۔ موتی اور اس کی بہت سی سہیلیوں نے آوارگی سے توبہ کر لی۔ اور نکاح کر کے ساری زندگی پاک دامنی اور شرافت سے گزار دی۔

بازارِ خانم میں بھیس بدل کر آنے والے کا نامِ نامی اسم گرامی حضرت شاہ محمد اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ یہ ملک و ملت کے وہ سرفروش مجاہد تھے۔ جن کا عمل فلسفۂ ولی اللہی کی تفسیر تھا — اور جن کا ایثار و قربانی ذبیح اللہ کی زندہ تصویر، جن کا دل دولت درد سے مالا مال تھا۔ اور جن کا عمل آئینہ دارِ علم بے پایاں، آزادی فکر کے سب سے بڑے حامی، ملوکیت کے سب سے بڑے دشمن شاہ پرستی کے فرشتہ موت، غلامی کے ناپاک تصور سے ناآشنا، ان کی زندگی سعی پیہم تھی۔ کتابِ زندگی کا آغاز جہاد سے ہوا۔ اور اسی جہاد پر زندگی کا آخری ورق پلٹا گیا۔

بقیہ: قاضی احسان احمد

خاوند کی دو بیویاں ہو سکتی ہیں۔ لیکن ایک بیوی کے دو خاوند نہیں ہو سکتے۔ ایک نبی کے پیروکاروں کے دو فرقے ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک مذہبی فرقہ کے دو نبی نہیں ہو سکتے۔ مرزائی ایک خالص پولیٹکل گروپ ہے۔ مجھے گندگی سے گھن ہے۔ جگہ سے نہیں غرض سے نفرت ہے۔ مریض سے نہیں۔ مجھے ان برتنوں کو دھونا ہے۔ توڑنا نہیں ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ انگریز بیگانوں کی جگہ اپنے آ گئے بُت کی جگہ ستار آیا یونین جیک کی جگہ ہلال آیا۔ اور وعا گرو تعزیرات ہند کی جگہ قرآن آ گئے۔

طرزِ جمہوری نہ شاہان کو بھلا ہی چاہیئے
جس کے بندے ہیں اسی کی بادشاہی چاہیئے

وما علینا الا البلاغ

(از سوانح حیات قاضی احسان احمدؒ)

راہ کی مشکلات!

شاہ شہیدؒ کے پاس قافلۂ آزادی کی روانگی کے وقت ایک جوان رعنا آیا تھا۔ اتنا خوبصورت کہ سید احمد شہیدؒ کی بارگاہ میں جب وہ پہنچا۔ اسمٰعیل شہید کہتے ہیں، لوگوں کی نگاہیں اس کے چہرے پر جم گئیں۔ اتنا خوبصورت چہرہ کبھی نہیں دیکھا۔ چھوٹا سا۔ ابھی اس کو داڑھی بھی نہیں آئی تھی۔ مونچھوں کے بال بھی نہیں آئے تھے، شاہ شہیدؒ نے پوچھا بیٹے! کیوں آئے ہو؟ کہا شاہ جی! آپ کا ساتھ دینے آیا ہوں۔ احمد شہیدؒ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا بیٹا! میرا ساتھ دینے آئے ہو؟ پہلے میرے مسلک کا پتہ ہے، میری گذرگاہ کا علم ہے، پہلے میری روش کو جانتے ہو؟ کہنے لگا سید! کیا ہے؟ فرمایا! صبح کو کانٹوں پر چلنا، پتھروں پر چلنا۔ رات کو آدھی رات کے بعد جاگنا، تلواروں کی چھاؤں میں لڑنا، اور رات کو کمر سیدھی کرنے کے لئے سونا نہیں، پچھلے پہر اٹھ کر رب کی بارگاہ میں گڑگڑانا، اللہ کی بارگاہ میں سجدے کرنا۔ وہ جوان رو پڑا کہنے لگا شاہ جی! یہ ساری باتیں تو میری ماں نے مجھے بتا دی تھیں۔ آپ نے نئی بات کون سی بتلائی ہے، سید احمد نے اس کو یہاں (گالوں) سے پکڑا۔ دونوں ہاتھوں سے اس کے چہرے کو تھپتھپایا۔ کہنے لگے! جہاد کے میدان میں یہ پھول سے گال مرجھا جائیں گے۔ وہ نوجوان تڑپ اٹھا۔ اس نے کہا شاہ جی! میرے گال آمنہ کے لال کے گالوں سے تو بہتر نہیں، میں تو سوچ سمجھ کر آیا ہوں۔

لوگو! آؤ، مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ اپنی ذات کے لئے نہیں۔ خدا کی قسم ہے۔ اپنی ذات کے لئے نہیں، اپنے مقاصد کے لئے نہیں۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ رب کی کبریائی کیلئے۔ محمد کی مصطفائی کے لئے۔ لیکن یاد رکھو میرا راستہ پُرخطر ہے۔

از علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

سفیر اسلام خطیب پاکستان

احسان احمد شجاع آبادیؒ

کا انداز خطابت اور ختم نبوت پر ایک تقریر کا اقتباس

بطل حریت خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمدؒ احمد کا نام نامی اسم گرامی ان سرفروشوں کی صف میں لیا جاتا ہے۔ جنہوں نے انگریز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تحفظ ختم نبوت کی آبیاری کی ایسے تو حضرت قاضی جی کئی اوصاف کے مالک تھے۔ لیکن ان کے دو نظریے اظہر من الشمس تھے۔ ایک انگریز سے مخالفت دوسرا قادیانیت سے نفرت گو ختم نبوت کی خاطر آپ کو نو سال کا عرصہ قید میں رہنا پڑا لیکن مرد قلندر کا حوصلہ بڑھتا گیا ——— آپ اپنے والد کی وفات کے وقت بھی جیل میں سزا کاٹ رہے تھے۔ اور حکومت نے ان کو ایک دن کی چھٹی بھی دینا گوارہ نہ کی۔ کہ اپنے والد کا آخری دیدار کر سکے اور نماز جنازہ میں شامل ہو سکیں حضرت قاضی جی ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محب وطن سپاہی تھے۔ آپ ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اور آپ کی نرینہ اولاد بھی کوئی نہیں تھی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے شاگرد اعظم، مخلص، خادم اور جانثار تھے۔ بلکہ امیر شریعت کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ حضرت شاہ جی کو بھی آپ سے بہت پیار و انس تھا۔ کسی نے شاہ جی کو کہا کہ آپ کوئی کتاب ہی لکھ دیتے تاکہ آنیوالوں کو فائدہ پہنچتا۔ اور صدقہ جاریہ ہوتا۔ تو شاہ جی نے برجستہ فرمایا قاضی جی اور آغا شورش کاشمیری یہ میری کتابیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں ہوں ان نفوس قدسیہ پر جنھوں نے اپنی جان و مال کا نذرانہ دیکر قید و بند کی صعوبتیں جھیل کر تحفظ ختم نبوت کو پروان چڑھایا۔ حضرت قاضی جیؒ ایک کمشنر کے سامنے مرزائیت کا لٹریچر رکھا۔ جو کہ خود مرزا غلام قادیانی نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا تھا۔ کمشنر پڑھ کر حیرت زدہ ہو گیا اور کہا کہ قاضی جی! اسے کوئی شریف آدمی پڑھ سکتا ہے۔ جو کہ محمد رسول اللہ والذین معہ کی آیت سے مرزا نے اپنے آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا تھا۔

حاصل مطالعہ

اور لکھا تھا کہ اس سے مراد میں ہوں۔ یہ آیت محمد عربی صلی اللہ علیہ کے متعلق نہیں بلکہ میرے متعلق ہے (معاذ اللہ) ایک مرتبہ قاضی جی نے دوران تقریر فرمایا میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ جو مرزا غلام احمد کی نبوت و رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ ایک بداخلاق، بدکردار بدزبان، اور بدمعاملہ انسان کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت پر بٹھاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے بدمعاملہ اس لئے کہا کہ لوگوں سے چندہ بٹورتا رہا۔ اور کہتا رہا کہ پچاس جلدوں کی کتاب لکھ رہا ہوں۔ آخر میں پانچ جلدیں مکمل کیں۔ کسی نے پوچھا تو مرزا نے کہا پانچ اور پچاس میں ایک نقطے کا فرق ہے۔ بدزبان اس لئے کہا کہ مرزا کی اپنی کتاب نورالحق میں لکھا ہوا ہے کہ جو شخص میری تحقیر کرتا ہے۔ ان پر میری طرف سے ایک ہزار بار لعنت ہے۔ کیا محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ایسی تھی۔

ہرگز نہیں۔ وہ تو رحمت للعلمین تھے۔ دنیا آپ پر پتھر پھینکتی گالیاں دیتی، زخمی کرتی، آپ ان پر نہ لعنت کرتے۔ اور نہ بددعا کرتے تھے۔ قربان جاؤں ایسی پاکیزہ اخلاق والی ذات پر۔ جس کے اخلاق و عادات کا مشرکین عرب اور کفار ان کو بھی اعتراف کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب نورالاسلام میں تحریر کیا ہے کہ جو شخص میری صداقت کا قائل نہیں ہے۔ تو اسے صاف سمجھ لینا چاہئیے کہ وہ ولدالحرام ہے۔ قاضی جی نے فرمایا میں پوچھتا ہوں کہ حضرت قائداعظم نے مرزا قادیانی کی صداقت کا اعتراف کیا۔ ہمارے وزیراعظم لیاقت علی خان نے مرزا کو نبی اور رسول تسلیم کیا۔ آپ حضرات جو بے پناہ سمندر کی طرح میرے سامنے موجود ہیں۔ کیا آپ تمام حضرات مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں فیصلہ آپ خود کریں۔ یہ ولدالحرام کا لفظ کن حضرات کے لئے استعمال کیا ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ مسلمانان عالم کو خنزیر اور مسلمان عورتوں کو کتیاں تک کہہ دیا ہے۔ کیا ایسا شخص اپنے آپ کو رسول اور نبی کہے۔ ایسا شخص تو ایک شریف انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں ہے۔ مرزا نے خطبہ الہامیہ میں لکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلی رات کے چاند تھے۔ اور میں چودھویں رات کا چاند ہوں۔ اس چودھویں رات کے چاند کا اگر آپ نے فوٹو دیکھنا ہو تو ملاحظہ فرمائیے اس پر قاضی جیؒ نے مرزا دجال کا فوٹو عوام الناس کے سامنے پیش کیا۔ لوگوں نے آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے پناہ عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے۔ ختم نبوت زندہ باد انگریزی نبوت مردہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے پھر فرمایا انگریزی نبی کی بے شعوری اور سادگی ملاحظہ فرمائیے۔ مرزا غلام احمد کا ایک مرید گرگابی لایا۔ مرزا نے اسے بہت پسند کیا۔ اور پہنتے وقت دایاں پاؤں بائیں جوتا میں اور بایاں پاؤں دائیں جوتا میں ڈال دیا مرزا قادیانی گڑ کھانے کا بھی عادی تھا۔ گڑ اور مٹی کے ڈھیلے جو کہ پیشاب کے لئے استعمال کرتا تھا۔ ایک ہی جیب میں ڈالے رکھتا تھا۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ

لکڑی کی جگہ مٹی کا ڈھیلا کھا لیا کرتا تھا۔ اور کھانڈ کی جگہ چینا پھانک لیا کرتا تھا۔ اپنی واسکٹ کا بٹن لگاتے وقت نچلا بٹن اوپر کے سوراخ میں اور اوپر کا بٹن نچلے سوراخ میں لگا لیا کرتا تھا۔ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا۔

کیا دنیا کو ایسے بے شعور اور سادگی پسند نبی کی سخت ضرورت تھی۔ جو اس نے آکر پوری کر دی۔ قاضی جی نے مرزائیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے بھولے ہوئے انسانو آپ پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے اپنا رشتہ توڑ کر بے شعور انسان کے ساتھ جوڑ رہے ہو۔ تمہاری نقل عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ تم اپنی فکر و دان کو کہاں کھو چکے ہو۔ آؤ اور توبہ کر کے خاتم النبیین رحمت للعلمین کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ تاکہ تمہاری آخرت سدھر جائے۔ اور شفاعت کے مستحق بن سکو

(اقتباس از سوانح حضرت قاضی صاحب)

بچاس میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ میں کہتا ہوں کسی دکاندار سے پانچ سو کا کپڑا خرید کر اور اسے پچاس کا نوٹ تھما دو کیا وہ پچاس روپے لے گا ہرگز نہیں۔

کراچی میں خطاب

آج سے تقریباً چالیس سال پہلے کراچی کانفرنس ہوئی۔ سامعین حضرات کا مجمع لاکھوں افراد پہ مشتمل تھا۔ جس میں خطیب پاکستان سفیر اسلام پروانہ ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان احمدؒ نے فرمایا۔ لوگو سنو! جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تعلق ہے۔ وہ تو اظہر من الشمس ہے۔ ہم صرف نبوت کو ہی ختم نہیں مانتے۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اور بہت سی چیزوں کو ختم مانتے ہیں۔ دیکھو قرآن مقدس میں کیا ارشاد ہوتا ہے۔

قل اعوذ برب الناس۔ کہہ میں پناہ میں آتا ہوں نسل انسانی کے رب کی۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس رمضان کا مہینہ جس میں اتارا گیا قرآن نسل انسانی کے لئے ہدایت ہے۔ ان اول بیت وضع للناس بے شک پہلا گھر (خانہ کعبہ) جو بنایا نسل انسانی کے لئے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ تم خیر الامت ہو۔ نکالی گئی ہو، نسل انسانی کے لئے۔

ان آیات مقدسہ میں بتایا گیا ہے کہ ہمارا رب برب الناس۔ کتاب ھدی اللناس۔ قبلہ بیت وضع للناس۔ امت اخرجت للناس، یعنی ہمارا رب تمام انسانیت کا رب، ہماری کتاب تمام انسانیت کے لئے موجب ہدایت ہمارا کعبہ تمام انسانیت کے لئے جائے مرکز اور ہم انسانیت کے لئے امت خیر، نسل انسانی کے لئے رب اکبر کے سوا کوئی اور رب نہیں۔ کعبہ کے سوا کوئی اور مرکز نہیں۔ قرآن کے سوا کوئی اور قانون نہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نبی نہیں۔ ربوبیت رب پہ ختم، کتب قرآن پہ ختم، امتیں اسلام پہ ختم۔ اور محمد عربی پہ نبوت ختم۔ رب اکبر کے بعد کوئی رب نہیں ہو سکتا۔ کعبہ کے بعد کوئی گھر نہیں ہو سکتا تو محمد عربی کے بعد کوئی نبی بھی نہیں ہو سکتا۔ ہاں

اور نبی آئے مختلف وقتوں میں آئے، مختلف قوموں کی طرف آئے۔ مختلف خطوں کی طرف آئے۔ کوئی کہیں آیا۔ کوئی کہیں آیا۔ اپنی اپنی باری سب آئے۔ لیکن پھر آخر میں ایک آیا۔ خالق کائنات نے فرمایا قل یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اے نبی کہہ دے تمام نسل انسانی کو میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور پھر ہر رسول نے آنے والے رسولوں کی بشارت دی۔ لیکن جب عیسیٰ روح اللہ آئے تو رسل کا لفظ نہیں کہا۔ بلکہ نام لیکر اس طرح فرمایا۔

من بعد اسمہ احمد جو میرے بعد آئیگا۔ اس کا نام نامی اسم گرامی احمدؐ ہوگا۔ اور جب احمد آ گیا تو اعلان کر دیا۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ یہ مسئلہ تیرہ سو سال سے مسلمانوں کے تمام طبقوں اور ملت کے تمام فرقوں میں اسی طرح متفق علیہ چلا آ رہا ہے۔ اور آج تک کسی ایک کو بھی اس میں اختلاف کی گنجائش نہ ہوئی۔ ماسوائے ان چند لوگوں کے جنہوں نے خود نبی بننا چاہا۔ قاضی جیؒ نے ایک اور مقام پر فرمایا۔ شاید آپ پوچھیں کہ ہر وقت آپ مذہبی فرقوں کا جھگڑا کیوں لے بیٹھتے ہو۔ میرے بھائیو۔ دوستو! مرزائی ہم سے جدا ہیں۔ وہ مذہبی فرقہ نہیں بلکہ ایک پولیٹیکل گروپ ہے۔ سنو۔ ایک شخص کے دو بیٹے ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک بیٹے کے دو باپ نہیں ہو سکتے۔ ایک

باقی صفحہ ۱۲ پر

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دوکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر: ۲۵۸۰۳

انگریز کا دلّال کوئی تھا تو یہی تھا

مرزائے قادیاں علیہ اللعنۃ

(از قلم)
حافظ حبیب الرحمن نقشبندی
کلاچوی کراچی

ہر عبد کو اللہ کی رحمت پہ یقیں ہے !
مسلم ہی کو اسلام کی عظمت پہ یقیں ہے
سرکار دو عالم کی رسالت پہ یقیں ہے
ہم سب کو فقط ختم نبوت پہ یقیں ہے
ہم اس کے سوا اور نہ جانیں کوئی کیا ہے
ظلّی ہے بروزی ہے کوئی اور بلا ہے

اس دور میں دجال کوئی تھا تو یہی تھا !
انگریز کا دلّال کوئی تھا تو یہی تھا !
آمادہ اضلال کوئی تھا تو یہی تھا !
مرہون زر و مال کوئی تھا تو یہی تھا !
تھا کام مسلماں کو مسلماں سے لڑانا
رحمان کے بندوں کو ہی جاں سے لڑانا

آئے تھے جو دنیا میں اولوالعزم پیمبر
اللہ کے بندے تھے تو مخلوق کے رہبر
ہر ایک نے توڑے ہیں اسی دنیا میں رہ کر
انسان کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے پتھر
مرزے کا بھی دعویٰ تھا "اسے بھیجا گیا ہے"
جھوٹا تھا۔ جبھی تو یہ غلاظت میں مرا ہے

الہام میں اس کے ہوا شیطان جو داخل
ہر لمحہ بناتا رہا اسے چور کو کاہل
قرآن کی تحریف پہ ہر آن تھا مائل
مسلم کو کیا اس نے براہین سے گھائل
دشمن تھا یقیناً یہ حسینؓ ابن علیؓ کا !
ربوہ میں بھی مرکز ہے اسی جھوٹے نبی کا

ہر عالم و دیندار پہ الزام تھا اس کا
اس دور میں الہام بھی بدنام تھا اس کا
پیسہ ہی فقط حاصل الہام تھا اس کا
انگریز کو خوش کرنا فقط کام تھا اس کا
اس پودے کو انگریز نے ہی پانی دیا ہے
انگریزوں کے سائے ہی میں پھولا پھلا ہے

ربوہ مری دھرتی پہ ہے ناسور کی مانند
مسلم ہے وہاں پر کسی مجبور کی مانند
مرزا کے حواری ۔ شب دیجور کی مانند
ربوہ کی زمیں خطۂ مقہور کی مانند
ظالم ترے پنجے سے خدا سب کو بچائے
ربوہ کے شکنجے سے خدا سب کو بچائے

زندگی کا دوسرا رخ

موت

کل نفس ذائقة الموت — ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

دولت کا غرور، گھمنڈ، حکومت و اختیار کا غلغلہ، اسباب عیش کا ہجوم، سازگاری حالات کا اثر و نفوذ موت کے بے رحم پنجوں نے توڑ کر رکھ دیا۔ اس کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا۔ اس کے آگے حکیموں، فلاسفروں، منادوں، شہ زوروں اور شہنشاہوں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔

زہد لافانی کے غرور میں سرشار جن کے سروں پر ہر وقت حکومت کا تاج ٹیڑھا رہتا تھا صد حیف آج ان کا سر مٹی سے بھرپور اور بالکل چکنا چور ہو گیا۔ جن کا جبر و تشدد آسمان کا جگر چیرتا، زمین کا سینہ پھاڑتا اور پہاڑ کی چوٹیوں کو جھنجھوڑتا تھا۔ انہیں کیا ہو گیا۔ چند دنوں میں خاک کے ذروں میں مل کر خاک ہو گئے۔ پھولوں کی سیجوں اور نرم گدیلوں پر بھی بے قراری کی کروٹیں بدلنے والے گلبدن اور سیمیں تن آج مٹی کے فرش پر کیونکر قرار پا گئے۔ دنیا کی شیریں سے شیریں اور لذیذ سے لذیذ نعمتوں سے بھی سیر نہ ہونے والے آج اپنے پیٹوں میں مٹی سمیٹ کر کیوں آسودہ ہو گئے۔ دولت و اقتدار کے بھوکے ایک مشت خاک سے سیر ہو گئے۔

فولادی پہلوان رستم زماں پہلوان موت کی ایک ہی جھٹکی سے کہاں آ گرے۔ حسن و جمال کی نورانی تصویریں جو حسن افروزی اور چاندنی بکھیرنے میں خاص شہرت کی مالک تھیں۔ وہ مسند شہی پہ پیکر جو انسانی زندگی کے عنوان کو نوع کو اپنی جلوہ افروزیوں اور ضیا پاشیوں سے بقعۂ نور بنایا کرتی تھیں۔ خشک اور بے کیف زندگی ان کی رونق افزائیوں سے پرلطف اور دلکش معلوم ہوتی تھی۔ آج وہ حسن افروز اور اس کے ہوش ربا جلوے خاک ویراں تلے پڑے ہیں۔

اقتدار و شہرت کے اونچے میناروں پر جن کا بسیرا تھا۔ انہیں کیا ہو گیا۔ کیا خاک کی پستیوں میں پناہ گیر ہو گئے۔ جن کے وجود سے ایوان

محمد اقبال ——— حیدر آباد

میں رونق آباد تھی۔ آج انہیں ویرانی کھائے جا رہی ہے۔ تخت حکومت پر جلوہ باری اور مسند اقتدار پر جلال آرائی کے بغیر جنہیں زندگی کا ہر عیش پھیکا معلوم ہوتا تھا۔ آج فرش خاک پر کیوں راضی ہو گئے۔ انا ربکم الاعلیٰ کے چبوترے پر پاؤں لٹکائے عوامی قسمتوں کا فیصلہ کرنے والے کس آسانی اور خوشی سے زیر زمین چلے گئے۔ موت کی ہولناکیوں اور دراز دستیوں کا کیا ٹھکانہ؟

دنیائے دل فریب کی گوناگوں مصروفیات اور زندگی کے پرلطف ہنگاموں میں جن کے شب و روز قہقہہ زار تھے۔ مسرت و شادمانی کی حیات افروزیاں جنہیں تختۂ گل پر لٹائے پھرتی تھیں۔ آج جوانی کی شورش آرائیاں، جذبات کی طغیانیاں، ذوق خون کی سرمستیاں، اور دولت و اقتدار کی ہنگامہ خیزیاں، جن کے وجود سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتیں اور داستان زمانہ بن جاتی تھیں۔ آج وہ تنہائی، وحشت کے مکین بن گئے۔ کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

زر و دولت کے انبار پر ناچنے والے عیش و عشرت بڑھ کر جن کی بلائیں لیتی تھی۔ یکایک آج مٹی کے ڈھیروں میں آ کر چھپ گئے۔ کاش مالداری موت سے بچ سکتا۔

بڑے بڑے طبیب جن کی مسیحا نفسی کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ موت کے ایک ہی جھٹکے نے ان کی اکسیر حیات کو ایک ہی جھٹکے میں خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ شفاء و تندرستی کے اجارہ دار صحت و توانائی کے ضامن خود اپنی ہی زندگی کا کھیل ہارے پڑے ہیں۔

بڑے بڑے عالم اور فلاسفر جو علم و استدلال کی شعبدہ گریوں اور سائنسی انکشافات کی سحر طرازیوں سے ایک عالم کو حیرت میں ڈالے ہوئے تھے۔ وہ خاک کے نیچے دب کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے۔

ہمارے باپ دادا، بھائی بہن، دوست یار جو ہماری طرح کھاتے پیتے سوتے اور رہتے تھے زندگی کو ہماری طرح محبوب رکھتے تھے۔ جن کے سینوں میں گوناگوں خواہشات، امنگوں اور ولولوں کا سمندر ہماری طرح جوار بھاٹا اٹھاتا تھا۔ آج ان کی آرزوؤں اور امیدوں کے ناپید و کنار سمندر کو دو گز زمین نے اپنے اندر جذب کر لیا ہے اور ان کی قبر دیرینہ حسرتوں کا دھواں اب بھی اٹھ رہا ہے۔

موت بڑی ہولناک چیز ہے۔ جسے آج ہم تمام بھولے ہوئے ہیں۔ ہمارا دھیان صرف دنیا ہی کی طرف ہے۔ اگر کوئی مزدور ہے تو مال و دولت کمانے کی فکر میں ہے۔ کوئی افسر ہے تو عیش و آرام کا خیال، کوئی ڈاکٹر ہے تو اسے بھی مال کی فکر۔

غرض ایک ادنیٰ مزدور سے لیکر ایک بڑے افسر تک سب کو یہی فکر لاحق ہے۔ تمام ہی یہ بات بھولے بیٹھے ہیں۔ کہ دنیا کا یہ عیش و آرام یہ دنیاوی لذتیں

صرف چند روزہ ہیں۔ انجام کار انہیں ہم سے چھوٹ جانا ہے۔

غور کیجئے! جب بھی کوئی شخص مرتا ہے خواہ وہ کتنا ہی بڑا رئیس کیوں نہ ہو۔ تو وہ اپنی دولت و ثروت قبر میں لے جانے سے تو رہا۔ بس اس کا اپنی دولت سے تعلق صرف دنیا ہی میں تھا۔ اب تو ورثا بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمیں جائیداد کا زیادہ سے زیادہ حصہ ملے۔

دولت تو ایسی چیز ہے جس کے لئے ہم انتھک کوشش کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اس دنیا سے خالی ہاتھ جاتے ہیں۔ ایسی دولت کا فائدہ ہی کیا۔ جو محض چند دن کے لئے ہو۔ یہ دنیاوی مال و متاع تو سب عارضی چیزیں ہیں۔ موت ایک ایسی شے ہے جو ہم سے یہ تمام چیزیں چھین لے گی۔ اور بعد میں ہمارے اعمال ہی ہمارے پاس رہ جائیں گے کل نفس ذائقۃ الموت ○۔ کیا ہمیں اس کے ذائقے کی خبر ہے؟

حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ سے دریافت فرمایا کہ موت کی کیفیت بیان کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! جس طرح ایک کانٹے دار ٹہنی کو آدمی کے اندر داخل کر دیا جائے۔ جس کے ساتھ بدن کا ہر ہر عضو لپٹ جائے۔ پھر اس طرح اس کو ایک دم کھینچ لیا جائے۔ اسی طرح جان کھینچی جاتی ہے۔

اللہ اللہ کس قدر ہے یہ موت کی تکلیف!

لیکن مومن مرد کے لئے تو یہ موت اتنی بھیانک نہیں ہے۔ فرشتہ اجل روح قبض کرتے وقت سب سے کم تکلیف شہید کو دیتا ہے۔ شہید کی موت کے وقت اسے اتنی تکلیف ہوتی ہے۔ جیسے چیونٹی کاٹتی ہے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ موت کی سختی کا ذکر فرمایا۔ کہ اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی تین سو جگہ تلوار کی کاٹ سے ہوتی ہے۔

حضرت علیؓ جہاد پر جب ترغیب دیتے تو فرماتے کہ اگر تم راہ خدا میں کام نہ آئے تو بستروں پر مرو گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ کہ ہزار جگہ تلوار کاٹ سے زیادہ مرنے کی تکلیف سخت ہے۔

امام اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مردوں کو قیامت میں اٹھنے تک موت کی تکلیف کا اثر محسوس ہوتا رہے گا۔

حضرت شداد بن اوسؓ کہتے ہیں کہ موت دنیا اور آخرت کی سب تکلیفوں سے سخت ہے۔ وہ آرا چلا دینے سے سخت ہے۔ وہ قینچیوں سے کتر دینے سے زیادہ سخت ہے، وہ دیگ میں پکا دینے سے زیادہ سخت ہے۔ اگر مردے اٹھ کر مرنے کی تکلیف بتائیں تو کوئی شخص بھی لذت سے وقت نہیں گزار سکتا۔ اور اس کو میٹھی نیند نہیں آ سکتی۔

کہتے ہیں حضرت موسیٰؑ کا جب وصال ہوا تو حق جل شانہ نے دریافت فرمایا کہ موت کو کیسا

باقی صفحہ ۳۶ پر

نونہالان ختم نبوت

یہ عالم آب و گل

محمد اشرف شیخ منڈوالا کروڑ

یہ فانی دنیا اس کی پر فریب دلچسپیاں اس حد تک دلفریب ہوتی ہیں۔ کہ انسان اس کے سحر میں جکڑے بنا نہیں رہ سکتا۔ اور وہ پھر ان دلفریبیوں میں اس حد تک گھر جاتا ہے کہ اپنی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کر لیتا ہے۔ انسان کو خراب کرنے والی یہ چیزیں اسے بدی کی راہ پر لگا دیتی ہیں۔ اور وہ منزل سے بھٹک جاتا ہے۔ اور مقام و مرتبہ ایسا گرتا ہے۔ کہ پھر سنبھل نہیں پاتا۔ انسان عبادات کرتا ہے۔ رب کی خوشنودی کے لئے اس کی رضا کے لئے مگر جب وہ اپنی اس عبادت گزاری پر فخر محسوس کرتا ہے۔ نخوت سے رہتا ہے۔ تب وہ گویا خود کو ہلاکت کے اتھاہ سمندر میں ڈالتا ہے۔ جلتے ہوئے "معلم الملکوت" نے کیوں شیطان کا درجہ پایا؟ کثرت عبادت کے باوجود مردود بارگاہ کیوں ہوا؟ صرف اور صرف اس لئے کہ وہ اپنی عبادت گزاری پر نخوت سے رہتا تھا۔ چنانچہ اس نے خود کو گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیا

نہ گور سکندر ہے نہ قبر دارا
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے
(شخصے)

شیخ نور الحق قطب عالمؒ فرماتے ہیں کہ "یہ دنیا فانی ہے"۔ یہاں قدم قدم پر دھوکہ ہے ہر گاہ دھوکہ ملتا ہے۔ ہم انسان یہاں درخت کی مانند ہیں۔ جس کی اوپری چھال اتر گئی ہے"۔ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ "دنیا" اس دوست کی مانند ہے جو بظاہر دوست ہے۔ اندر سے دشمن خاص ہے۔ لیکن اس کی پہچان گہری نظر سے کی جا سکتی ہے۔ حضرت لقمان فرماتے ہیں: دنیا سے دل نہ لگاؤ کیونکہ اس سے ذلیل اور کوئی چیز نہیں۔

یہ دنیا:۔ کور چشموں کے لئے ایک تماشہ، ایک عشرت گاہ ہے۔ اور ایک حسین اور دلکش خواب ہے۔ جس سے محروم ہونا انہیں پسند نہیں ہے۔ لیکن ان کے لئے جو چشم بینا رکھتے ہیں ایک عبرت گاہ سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔

+ یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

یہ دنیا مکافات عمل کے طور پر چل رہی ہے۔ یعنی انسان جیسا عمل دوسروں کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

یعنی "احسان اور نیکی کا بدلہ احسان اور نیکی کے سوا کیا ہوتا ہے"۔

انسان کو چاہئے کہ وہ دنیا میں احتیاط سے زندگی بسر کرے۔ اور غفلت کا شکار نہ ہو۔ بلکہ سوجھ بوجھ سے کام لے۔

دوسری کی بھلائی کے لئے کام کرے۔ اور ہمیشہ عاجزی سے زندگی بسر کرے۔ اور ہمیشہ عاجزی اور انکساری کا اظہار کرے"۔

کل جگ نہیں کر جگ ہے یہ۔ یاں دن کو دے اور رات کو لے
کیا خوب سودا نقد ہے یاں اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

از۔ مصباح الدین خواجہ بدھا گورایہ

نبیؐ کے یار ہیں صدیق اکبرؓ، رفیق غار ہیں صدیق اکبرؓ
احد ہیں جس نے رخ پلٹا عدو کا
وہ مرد کار ہیں صدیق اکبرؓ
وظیفہ جو لیا واپس لوٹایا
بہت خود دار ہیں صدیق اکبرؓ
نبیؐ آغوش میں آسودۂ خواب
مگر بیدار ہیں صدیق اکبرؓ
کھلے جس میں گل توحید و سنت
وہی گلزار ہیں صدیق اکبرؓ
غریبوں، بے نواؤں بیکسوں سے
تھا جن کو پیار ہیں صدیق اکبرؓ
نہ جیسے آتا رسول اللہ کے بن
عجب غمخوار ہیں صدیق اکبرؓ
شراب و سجدۂ غیر خدا سے
سدا بیزار ہیں صدیق اکبرؓ
صداقت انکی گھٹی میں ودیعت
صدق گفتار ہیں صدیق اکبرؓ
کہا جس کو وزیر اپنا نبیؐ نے
یہی سردار ہیں صدیق اکبرؓ
گل سر سبز باغ مصطفےؐ ہیں
کفر کو خار ہیں صدیق اکبرؓ
نبوت کو اٹھایا اپنے کاندھے
حسیں راہوار ہیں صدیق اکبرؓ
جہاد و دعوت تبلیغ دین کے
علمبردار ہیں صدیق اکبرؓ
تحفظ کے لیے ختم نبوت
سر پیکار ہیں صدیق اکبرؓ
ہزیمت کی کبھی دیکھی نہ صورت
سپہ سالار ہیں صدیق اکبرؓ
رسول ہاشمیؐ نے بعد اپنے
کئے مختار ہیں صدیق اکبرؓ
نبیؐ کے بعد امت کی امامت

کے بس حقدار ہیں صدیق اکبرؓ
مناقب ان کے مصابحؐ کیا بیاں ہو
خنک کردار ہیں صدیق اکبرؓ

دنیا کی محبت

از :۔ فخر الاسلام فیصل اٹک

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ عنقریب تو میں تمہیں ختم کرنے کے لئے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جس طرح بھوکے مفت کے طعام کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ قلت کی وجہ سے ہماری یہ حالت ہوگی ؟ فرمایا نہیں :۔ بلکہ تم اس زمانے میں تعداد میں تو بہت زیادہ ہوگے۔ لیکن سیلاب کے جھاگ کی طرح تمہارا کوئی وزن نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارا رعب اٹھا دے گا۔ تمہارے دلوں میں وھن پیدا ہو جائے گی۔ کسی نے کہا وھن کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے کراہت

چغل خور غلام

فوقیہ ربانی مانسہرہ

حماد بن سلمیٰ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ اپنا غلام فروخت کیا۔ اور خریدار سے کہہ دیا کہ اس میں کوئی عیب نہیں البتہ چغل خوری کی عادت ہے۔ خریدار نے اس عیب کو حقیر جان کر اسے خرید لیا۔ وہ غلام اس کی خدمت میں رہنے لگا۔ ایک روز آقا کی بیگم کے پاس گیا اور کہا " اے بیگم مجھے افسوس ہے کہ آپ کے میاں کو آپ سے کوئی محبت نہیں ہے اب ان کا ارادہ ہے کہ کوئی لونڈی خرید کر اس کے ساتھ عیش منائیں۔ اور آپ کو بالکل چھوڑ دیں اگر آپ کی خواہش ہو تو میں آپ کو ایسی ترکیب بتا دوں جس سے ان کا دل آپ کی طرف مائل ہو جائے اور آپ سے محبت کرنے لگیں۔ بی بی نے کہا کہ وہ کیا ترکیب ہے۔ غلام بولا کہ آج رات کو جب میاں سو جائیں تو استرا لے کر گلے کے پاس سے ان کی داڑھی کے کچھ بال مونڈ لیں۔ اور ان بالوں کو اپنے پاس رکھنا۔ پھر میں ترکیب بتا دوں گا۔ اس کے بعد غلام اپنے آقا کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ حضور میں نے آج بی بی کو ایک شخص کے ساتھ اختلاط کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور وہ آپ کو قتل کرنے کی فکر میں ہیں۔ اگر آپ میرے قول کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں کہ آج رات کو آنکھیں بند کر کے لیٹے رہیں۔ اور اپنے آپ کو سوتا ہوا

باقی صفحہ ۲۶ پر

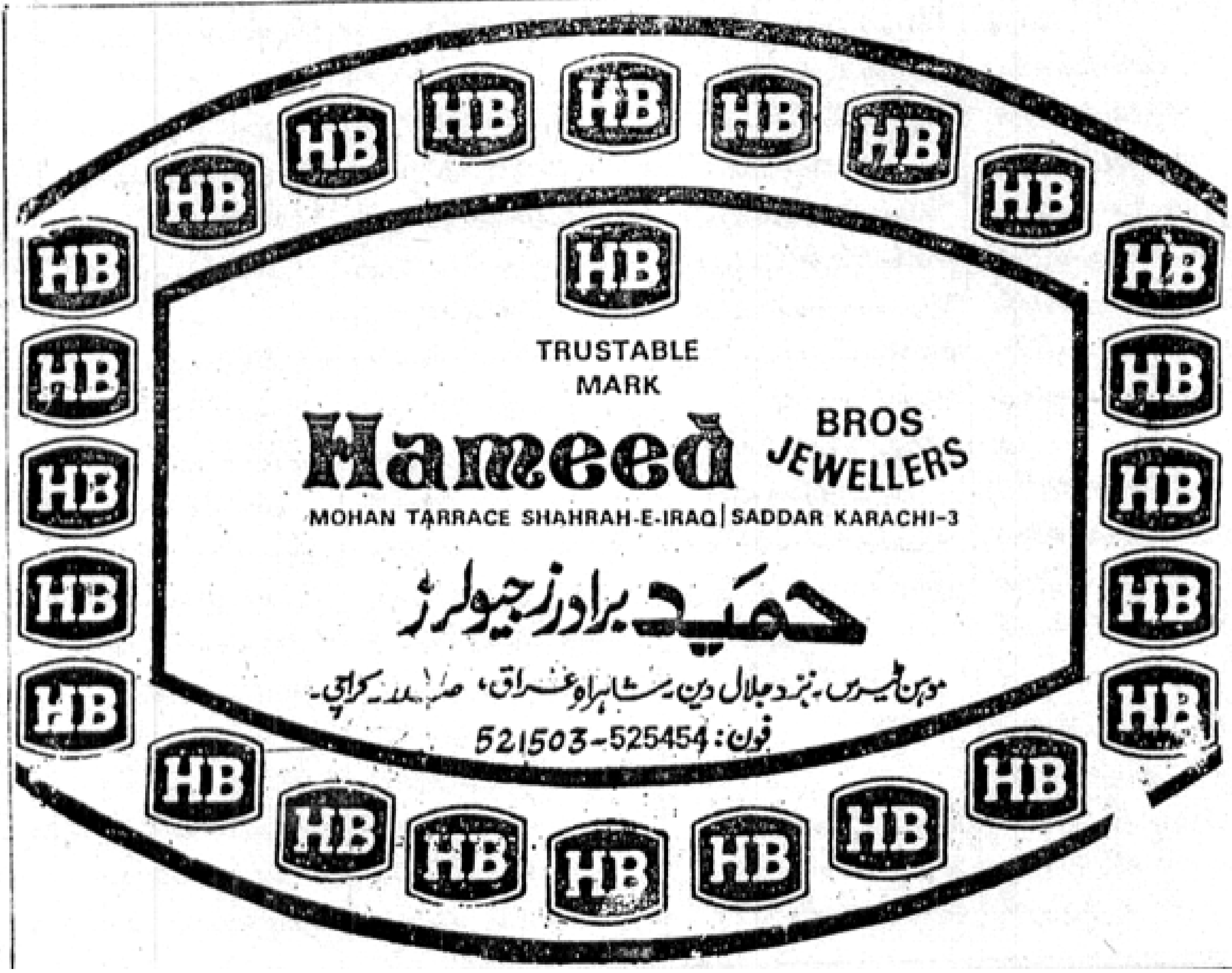

مرزائیت اور بہائیت ایک موازنہ

از بابو حبیب اللہ امرتسری

ذیل میں ایک نقشہ کے ذریعہ اس امر کو ثابت کیا جاتا ہے کہ مرزائی مذہب بہائی مذہب کی نقل ہے۔ غور سے پڑھیئے۔

بہائی	مرزائی
(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں (الفضل ۶ فروری ۱۹۲۳ء ص)	(۱) حضرت مسیح ناصری آسمان کی طرف نہیں اٹھائے گئے بلکہ وہ فوت ہو چکے ہیں (تبلیغ ہدایت ص ۲۰)
(۲) نازل ہونے والا مسیح اسرائیلی نہیں ہوگا بلکہ امت محمدیہ میں سے ہوگا (رسالہ تنقید صحیح از شمس مکیرانی مرزائی ص ۱۲)	(۲) جس مسیح کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ اسی امت میں سے ہوگا۔ (تبلیغ ہدایت ص ۳۰)
(۳) حضرت سید علی محمد باب کتاب "بیان" کے چوتھے باب تیسرے واحد میں لکھتے ہیں کہ میں مثل یحییٰ کے ہوں۔ اور من یظہرہ اللہ جل ذکرہ مثل حضرت عیسیٰ کے ہیں۔ (حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات ص)	(۳) حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعوے نہیں۔ اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعوے ہے۔ (رسل مصطفیٰ حصہ دوم ص ۵۲۰)
(۴) حضرت بہاء اللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعوے ۱۲۶۹ھ میں کیا اور آپ ۱۳۰۹ھ تک زندہ رہے۔ (الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۳ء ص ۷)	(۴) ماہ جمادی الثانی ۱۳۰۶ھ میں حضرت مرزا صاحب نے الہام الٰہی ظاہر کیا۔ کہ قرآن و حدیث میں جس مسیح کے آخری زمانہ میں آنے کا وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہوں۔ (رسل مصطفیٰ حصہ ۲ ص ۳۳)
(۵) حضرت بہاء اللہ کا یہ دعویٰ تھا کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے (کتاب الفرائد ص ۳۲۔ الحکم ۱۰ و ۱۷ نومبر ۱۹۰۳ء ص ۱۱۔ ادعیہ محبوب ص ۳۔ الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۳ء ص ۷)	(۵) حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔ (اربعین نمبر ۲ ص ۳ تا ۲۱۔ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶ تا ۲۸)
(۶) حضرت بہاء اللہ بعد از دعوائے وحی چالیس سال تک زندہ رہے۔ آپ اپنے دعوے پر اخیر دم تک قائم رہے (الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۳ء ص ۷ الحکم ۱۰ و ۱۷ نومبر ۱۹۰۳ء ص ۱۱ و کتاب الفرائد ص ۲۵ و ص ۲۶)	(۶) حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ وحی و الہام پر ۳۰ سال سے زیادہ گزر چکے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام بعثت سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ وہ ۲۳ برس کے تھے اور یہ ۳۰ سال کے قریب۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۰۶)
(۷) اگر نفسے کلمات را خود فرا بافد و بخدا از روئے افترا با و جلت عظمت نسبت دہد حق جل جلالہ ایں تمدت اورا اخذ فرماید و ہلاک کند و مہلت ندہد۔ اورا و کلامش را زائل نماید چناں کہ در سورۂ مبارکہ حاقہ فرمودہ است۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ الآیہ و مقصود حق جل جلالہ ازیں آیۂ مبارکہ ایں است کہ اگر کلامے را بما بندد ہمیں قسمت اورا اخذ فرمائیم و عرق حیات اورا قطع نمائیم۔ و احدے از شما مانع نتواند شد و نفسے حاجز ایں سخط نتواند گشت۔ وایں آیہ صریحہ است براینکہ ہرگز خداوند تبارک و تعالیٰ مہلت نخواہند داد۔ نفسے را کہ کلامے را کذب با و نسبت دہد و کتابے را کہ خود تصنیف نمودہ باشد نام وحی آسمانی نہد و آیات آلہیہ خواند۔ (کتاب الفرائد ص ۲۴ و ۲۵)	(۷) مفتری علی اللہ کبھی مظفر و منصور نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ اس کو بہت جلد بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر صفحہ دنیا سے اس کا نام و نشان مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ (سورۃ الحاقہ) اور اگر تو ہماری طرف کوئی ایسی بات منسوب کرے، جو ہم نے نہیں بتائی۔ تو ہم تجھ کو اس جرم میں ماخوذ کرکے تیری رگ جان کاٹ دیں گے۔ (رسل مصطفیٰ حصہ ۲ ص ۱۹۹)
(۸) بہاء اللہ نے قتل کو حرام لکھا ہے۔ (حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۲۲) حضرت بہاء اللہ کے مرید جہاد کے قائل نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہ کسی غازی مہدی پر ایمان رکھتے ہیں۔ (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۳ء ص ۸۔ الفضل ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۲ء ص ۹)	(۸) اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۹)
(۹) صحیح بخاری کی حدیث میں وارد ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام جہاد کو موقوف کر دیں گے۔ و یضع الحرب اوزارہا الخ اور جہاد شریعت محمدی میں جائز ہے۔ پس ایک جائز چیز کو اٹھا دینا سوائے حاکم با اختیار کے کسی کا کام نہیں ہے۔ (عمدۃ التنقیح ص ۸)	(۹) امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور مسیح جنگ کو اٹھا دے گا۔ (دیکھو بخاری مطبع احمدی ص ۴۹۰) (رسل مصطفیٰ حصہ ۲ ص ۱۴۹ و ۱۵۰)
(۱۰) لو کان الایمان معلقا والی حدیث صاف طور پر بہاء اللہ کے متعلق ہے۔ کیونکہ وہ صاف طور پر فارسی تھے (اخبار الفضل ۲۵ و ۲۹ اپریل ۱۹۲۲ء ص ۹) بہاء اللہ طہران کے قریب "نور" نامی گاؤں میں پیدا ہوئے تھے اور ایران کے کیانی بادشاہوں کی یادگار ایک خاندان "نور" میں آباد تھا۔ (حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۱)	(۱۰) حضرت مرزا صاحب فارسی الاصل ہیں الہام الٰہی نے حضرت مرزا صاحب کو واضح کیا کہ تم فارسی الاصل ہو۔ واقعی حضرت مسیح موعود حدیث لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجال من فارس کے عین مصداق ہیں۔ (رسل مصطفیٰ حصہ ۲ ص ۱۴۵)
(۱۱) حضرت بہاء اللہ کے مریدوں میں سے کئی اپنے عقائد کی وجہ سے بے رحمی سے شہید کئے گئے ہیں۔ (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۳ء ص ۸)	(۱۱) ہندوستان سے باہر جان کی قربانی کی احمدیہ کو موقع پیش آئے۔ حضرت مرزا صاحب کے حلقہ بگوشوں نے صبر بلکہ خوشی سے اس امتحان کو قبول کیا۔ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم اور ان کے شاگرد مولوی عبدالرحمن خان کو امیر کے حکم سے قتل کیا گیا (تبلیغ ہدایت ص ۱۴۲)
(۱۲) حضرت بہاء اللہ نے ۱۸۹۲ء میں ۷۵ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ایران، خراسان، ہندوستان، بہاء، عراق، ترکی، شام، مصر میں بہائی موجود تھے۔	(۱۲) اب دنیا کے ہر ایک حصہ میں احمدی موجود ہیں مثلاً افریقہ میں، انگلستان میں، مصر میں، مارشیس میں، چین میں، آسٹریلیا میں۔

علاوہ ان ملکوں کے یورپ اور امریکہ کے تمام ملکوں میں بہائی موجود تھے۔ اور آج چین و جاپان جزائر افریقہ و آسٹریلیا بھی بچے ہوئے نہیں ہیں۔
(حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات ص۱)

افغانستان میں غرض ہر ایک جگہ پر احمدی موجود ہیں۔
(الفضل ۲۰ فروری ۱۹۳۳ء ص۸)

(۱۳) حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ خدا نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور وہ جو اُس کے پاس سے آیا ہے۔ اس کا پوشیدہ بھید اور رمز مخزون لوگوں کے لئے کتاب اعظم اور اہل عالم کے لئے آسمان کرم ہے۔ مخلوق کے لئے وہی اُس کی بڑی نشانی اور دنیا کی چیزوں میں اعلیٰ درجہ کی صفتوں کا مطلع ہے۔ اُس سے وہ چیز ظاہر ہوئی جو دل میں مخفی اور دیکھنے والوں کی نظر سے پوشیدہ تھی۔ وہ وہی شخص ہے جس کے ظہور کی خدا تعالیٰ نے اپنی اگلی پچھلی سب کتابوں میں بشارت دی ہے۔
(ترجمہ الواح مبارکہ تجلیات ص۱)

(۱۳) جناب مرزا غلام احمد صاحب کی کتابیں اور اُن کے مریدوں کی تحریریں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا دعویٰ تھا۔ کہ آپ وہ شخص ہیں۔ جس کے ظہور کی خدا تعالیٰ نے اپنی اگلی پچھلی سب کتابوں میں بشارت دی ہے۔ مثلاً کہا گیا ہے۔ کہ آپ مسیح موعود، مہدی، رجل فارس، حارث، بدھ، کرشن اوتار، رام، زردشت کے وعدے کے مستحق ہیں۔
(انوار خلافت ص۱۴۶ تا ۱۸۰ بدالفضل مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۲ء ص۳)

(۱۴) حضرت بہاء اللہ نے فرمایا ہے کہ ان کے مخالفوں میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہ شخص خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔
(ترجمہ تجلیات ص۷)

(۱۴) حضرت مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک عرب مولوی نے شور مچایا ہے کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ (چشمہ مسیحی ص۳۹ کا حاشیہ)

ا؎ مگر ارض مقدس حجاز، یمن، نجد، ترکی و ایران مرزائیت سے پاک ہے۔ (مدیر)

(۱۵) علماء احمدیہ میں سے قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے تشحیذ الاذہان بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۸ء کے ص۱ تا ۱۱، ریویو بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۲ء ص۲ تا ۱۰، ریویو بابت نومبر ۱۹۲۲ء ص۱ تا ۴ اور مولوی فضل الدین صاحب وکیل نے ریویو بابت ماہ جنوری ۱۹۲۵ء کے ص۱ پر لکھا ہے کہ بہاء اللہ مدعی الوہیت تھا۔ حالانکہ حضرت بہاء اللہ بار بار خدا کو خالق قرار دیتے ہیں۔ اور خود حضرت بہاء اللہ نے اس زمانہ میں تمام مخلوقات کے ہادی بننے کا دعویٰ کیا تھا۔ (ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اپریل ۱۹۲۳ء ص۱۲۳ و ۱۳۰)

(۱۵) قاضی اکمل صاحب اور مولوی فضل دین صاحب وکیل نے لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے مخالف لوگوں نے کہا۔ کہ جناب مرزا صاحب مدعی الوہیت تھے۔ (تشحیذ الاذہان بابت ماہ اگست ۱۹۱۳ء ص۲۸۶ بنعم الوکیل ص۸۴)
حالانکہ
حضرت مرزا صاحب بیسیوں جگہ صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کو ہی خالق ارض و سما بیان فرما چکے ہیں۔
(نعم الوکیل ص۹۳)

(۱۶) وہ دیگر علوم ہیں یک آیۃ کافی است قولہ تعالیٰ فی سورۃ البقرۃ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون یعنی آنچناں کسانے کہ ایمان دارند انہ بآنچہ فرو فرستادہ شدہ بسوئے تو از اوامر و اخبار و احکام الٰہی آنچہ و بآنچہ نازل و فرستادہ شدہ قبل از تو و آنچہ نازل شدہ و بغیر تو یعنی ما تر خواہنا موقن شدند و در حق چنین اشخاص ہے فرمائد۔ اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون وبالآخرۃ راجع بکتاب اقدس بیروں آمدہ مے شود ہزار و دویست وشش و پنج و

(۱۶) ظاہر ہے کہ ما انزل الیک من قبلک کے بعد خدا نے وبالآخرۃ کے فقرہ کو ذکر تا دیا کہ جس طرح قبل والی وحی کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح آخری وحی کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہے اب غور کرکے دیکھو کیس کہ آیت والذین یؤمنون بما انزل الیک من قبلک میں زمانہ حال اور ماضی اور مستقبل کی وحی کا ذکر ہے کہ نہیں۔ الیک میں آنحضرت کی وحی کا جو زمانہ حال کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور قبلک سے پہلے انبیاء کی وحی جو زمانہ ماضی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور بالآخرۃ سے مسیح موعود کی وحی جو زمانہ مستقبل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ وہم کہ بالآخرۃ سے مراد قیامت ہے بلحاظ سیاق کلام کے درست نہیں۔
(رسالہ مباحثہ لاہور ص۲۹)

مطابق ہے آنجناب سنہ تولد حضرت اعلیٰ روح من فی الملک لہ الفداء و تولد لیا حضرت بہجت ظاہر بودند فارس در سال ۱۲۳۵ھ در غرہ محرم الحرام بودہ
(کتاب بحر العرفان ص۱۳۱)

(۱۷) وہ عورت جس کا ذکر مکاشفات یوحنا کے بارھویں باب کی پہلی آیت میں ہے۔ اس کو ایسا ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ گویا اس کا لباس شمس ہے اور قمر اُس کے پاؤں تلے ہے۔ اور اُس کے سر پہ بارہ ستاروں کا تاج ہے۔ بابی اس کی تاویل یہ کرتے ہیں۔ کہ اس سے مراد مذہب اسلام ہے اور شمس و قمر سے مراد وہ عظیم الشان سلطنتیں ہیں یعنی ایران و روم کیونکہ سورج فارس کا نشان ہے اور چاند ٹرکی کا نشان ہے اور بارہ ستاروں سے مراد ۱۲ امام لئے گئے ہیں۔ پھر صحیح آیت کے ۱۲۶۰ دنوں کو ۱۲۶۰ شمسی سالوں میں تبدیل کیا گیا جو ۱۸۴۴ء ہے جب کہ حضرت باب ظاہر ہوئے تھے۔ (ریویو جلد ۵ نمبر ۳ ص۹۱)

(۱۷) مکاشفات یوحنا ۱۲ میں ہے۔ ایک عورت سورج اوڑھے ہوئے چاند اس کے پاؤں تلے اور سر پہ بارہ ستاروں کا تاج اور وہ ۱۲۶۰ دن تک چھوڑی گئی۔ یہ اسلام کی حالت ہے۔ سورج نبی کریم بارہ ستارے۔ بارہ مجدد اور چاند مسیح موعود اور ۱۲۶۰ ہجری پیدائش مسیح موعود کا سال۔
(ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۳۳ء صفحہ ۱۵۴)

(۱۸) کتاب بحر العرفان ص۱۲۱ میں قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آیات سے حضرت باب کی آمد کا اشارہ نکالا گیا ہے مثلاً ان یوم القیامۃ فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر حضرت باب کا نام کھلے طور پر ان آیات مبارکہ میں ذکر کیا گیا ہے خسف قمر سے مراد پہلی شریعت کا منسوخ ہونا ہے اور جمع شمس و قمر حضرت باب سید علی محمد کے نام کے قائم مقام ہے۔ اس طرح پر کہ شمس سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور قمر سے مراد علی ہیں۔ ان دونوں کے جمع ہونے سے مراد ایسا آدمی ہے جس کا نام محمد اور علی کے الفاظ سے مرکب ہوگا (ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ نمبر ۳ ص۹۵، ۸۹)

(۱۸) حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ۱۳۱۱ھ میں ۱۳ رمضان شریف کو چاند گرہن اور ۲۸ رمضان شریف کو سورج گرہن ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود کے ثبوت دعویٰ کے لئے ماہ رمضان میں کسوف خسوف ہوگا جس کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں یوں فرمایا ہے۔ فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذ این المفر سو ایسا ہی ہوا۔
(رسل مصطفیٰ حصہ ۲ صفحہ ۳۳۲ و ۳۳۳)

(۱۹) ہم قرآن مجید کی آیت درج کرتے ہیں جس میں صاف وعدہ ہے۔ کہ اور بھی مظاہر الٰہی دنیا میں آئیں گے۔ سورۃ اعراف میں فرمایا ہے یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اس آیت مبارکہ میں نہایت صراحت سے مستقبل کی خبر دی ہے کیونکہ لفظ یاتینکم کو نون تاکید سے مؤکد کیا ہے۔ اور یاتینکم فرمایا ہے جس کے صاف

(۱۹) سورۃ اعراف میں ہے۔ یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ یعنی اے فرزندان آدم جب کبھی تمہارے پاس رسول تمہارے درمیان میں سے آویں۔ ہماری آیات تم کو پڑھ کر سنا دیں تو جو لوگ تقویٰ اور صلاح سے کام لیں گے اُن پر کوئی خوف اور حزن نہ ہوگا۔
اما یاتینکم رسل منکم کا وعدہ قانون

باقی صفحہ آخر پر

کیا مرتد واجب القتل ہے؟

مولانا محمد شریف ہزاروی اسلام آباد

امام المرتدین مرزا طاہر کے جواب میں

ہفتہ ۲۶ اگست ۱۹۸۹ء کو لندن سے شائع ہونیوالے ہفت روزہ "راوی" میں ملت قادیانیہ کے پیشوا مرزا طاہر کی کتاب "اللہ کے نام پر قتل" کا اشتہار آیا جس میں مرزا طاہر نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مرتد واجب القتل نہیں ہے اور یہ کہ اسلام آسانی والا مذہب ہے اس مذہب میں کسی پر جبر واکراہ نہیں ہے۔ مرتد جو دین اسلام سے منحرف ہو جائے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے مرتد ہو جائے۔ شریعت کی نظر میں واجب القتل ہے۔ مرزا طاہر کے نظریہ کیمطابق وہ قتل نہ کیا جائے۔ سلمان رشدی نے شیطانی کتاب تحریر کر کے عالم اسلام کے مسلمانوں کی غیرت کو للکارا ہے مرزا طاہر نے اس کی وکالت کی ہے۔ دراصل یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سلمان رشدی اور مرزا طاہر کے نظریات واحساسات عالم اسلام کے مسلمانوں سے کس قدر بعید تر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنیوالے کے بارے میں عالم اسلام کے مسلمان کیا چاہتے ہیں اور مرزا طاہر کیا چاہتا ہے درج ذیل بیان میں ہم قرآن وسنت کی روشنی میں مرتد کے بارے میں شرعی حکم بیان کرنے کی سعی کریں گے اور مرزا طاہر کے نظریہ کا تجزیہ پیش کریں گے تاکہ مسلمانوں کو سلمان رشدی لعین کے ساتھ مرزا طاہر اور مذہب قادیانیت بھی سمجھ میں آجائے۔ ردۃ، لغت میں رجوع یعنی لوٹنے کو کہتے ہیں۔ "راجع" یعنی لوٹنے والا مرتد کہلاتا ہے اور اصطلاحاً اسلام سے منحرف ہونے کو ردۃ اور لوٹنے والے کو مرتد کہتے ہیں۔ اب قرآن وسنت اور عمل صحابہؓ سے اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ آیا مرتد واجب القتل ہے کہ نہیں۔ قرآن کریم کی سورہ مائدہ میں آیت محاربہ کا نزول ہی قتل مرتدین کے بارے میں ہوا۔ ابن جریر نے یزید ابن ابی حبیب سے نقل کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حضرت انسؓ کو اس آیت کے بارے میں لکھا حضرت انسؓ نے جواب میں لکھا کہ یہ آیت عرنین کے بارے میں نازل ہوئی مصنف عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہؓ سے اور بغوی نے حضرت سعید بن جبیرؓ سے بخاری نے حضرت انسؓ سے، خراالطبی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ طیبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے۔ مدینہ طیبہ کی آب وہوا ان کو ناموافق ہوئی ان کے پیٹ سوج گئے صحت خراب ہو گئی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ مسلمانوں کے صدقہ کے اونٹوں کی چراگاہ میں چلے جاؤ وہاں اونٹوں کا دودھ پیو اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دیدی۔ صحت ہوئی تو وہ اسلام سے پھر گئے (مرتد ہو گئے) اور محافظین کو قتل کر کے اونٹ لے کر بھاگ گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکڑوایا جب ان کو گرفتار کر کے حاضر کیا گیا تو جبریل امین بھی مذکورہ آیت میں ان کی سزا کی تجویز لیے ہوئے حاضر ہوئے۔ ان کو قتل کیا گیا۔ الغرض مذکورہ سزا قتل مرتد پر واضح دلیل ہے۔

احادیث نبویہ

۱۔ بخاری/ابوداؤد/دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اپنے دین کو تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔

۲۔ بخاری/مسلم/نسائی/ابوداؤد/احمد نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ یمن کے گورنر تھے حضرت معاذؓ یمن تشریف لے گئے تو دیکھا ان کے پاس ایک مرتد قید کر کے لایا گیا۔ حضرت معاذ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اس کو قتل نہ کیا جائے یہی اللہ و رسول کا حکم ہے۔ تین مرتبہ یہی فرمایا۔ چنانچہ اس کو قتل کیا گیا۔

۳ بخاری ومسلم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو اس لئے کہ ان کے قتل کرنے والے کو قیامت کے دن اجر و ثواب ملے گا۔

۴ بخاری ومسلم میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کا قتل ہرگز جائز نہیں ہے مگر تین آدمیوں کو قتل کیا جائے گا۔ جان کے بدلے میں جان لی جائے گی، شادی شدہ زانی کو قتل کیا جائے گا اور اپنے دین اسلام اور جماعت مسلمین کو چھوڑنے والے کو قتل کیا جائے گا۔

۵ نسائی/ترمذی/ابن ماجہ نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ گھر کے اندر محصور تھے تو ایک دن گھر کے در و دیوار پر چڑھے اور لوگوں کو خطاب فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلم کا قتل اس وقت

قتل مرتد اور قتل زندیق وگستاخ رسولؐ پر یہ خاص معلوماتی مضمون ہے جو امام الزنادقہ والمرتدین مرزا طاہر کے ایک رسالے کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے۔ ہم اس مضمون کو طویل ہونے کی وجہ سے دو قسطوں میں شائع کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ قارئین اسے پڑھ کر ضرور محظوظ ہوں گے اور مرزا طاہر نے "اللہ کے نام پر قتل" کے نام سے رسالہ لکھ کر اپنی علمیت کی جو دھاک بٹھانے کی کوشش کی ہے۔ اس کی حقیقت بھی آپ پر منکشف ہو جائے گی کہ اس کی علمی قابلیت اور لیاقت کتنی ہے۔ ——— (محمد حنیف ندیم)

تک جائز نہیں جب تک اس سے ان تینوں کاموں میں سے کوئی کام سرزد نہ ہو جائے ① شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرنا ② اسلام لانے کے بعد کافر ہونا ③ کسی شخص کو بغیر حق کے قتل کرنا۔

۶ بخاری و مسلم نے حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت نقل کی ہے کہ جو شخص اپنے دین کو تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔

۷ ابو داؤد نے حضرت جریرؓ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص اسلام چھوڑ کر کفر کی طرف بھاگے اس کا خون حلال ہے۔

۸ ابن ماجہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن کی کسی آیت کا انکار کرے اس کی گردن مار دینا حلال ہوگا۔

۹ مجمع الزوائد نے حضرت معاویہ بن حیدہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اپنے دین اسلام کو تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔

۱۰ حضرت عبدالرحمٰن بن ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ مدینہ میں دو قبیلے نہیں ہو سکتے پس جو نصرانی مسلمان ہو جائے اور پھر نصرانی ہو جائے اسکی گردن مار دو۔

۱۱ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔ شیطان نے ان کو پھسلایا اور وہ کافروں کیساتھ مل گئے فتح مکہ کے دن آپؐ نے انکے قتل کا حکم دیدیا جب حضرت عثمانؓ نے اس کو پناہ دیدی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو پناہ دیدی (ابوداؤد) حضرت عثمان نے جو اُن کو پناہ دی تھی وہ حالت ردہ میں نہ تھی بلکہ انہوں نے ارتداد سے توبہ کر لی تھی جیسا کہ ابوداؤد ہی میں انہی کی روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن میں حضرت عثمان کے پاس جا کر چھپ گیا۔ حضرت عثمانؓ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئے اور عرض کی کہ عبداللہؓ کو بیعت کر لیں۔ حضور اکرمؐ نے عبداللہ کی طرف تین دفعہ نظر اٹھائی اور ہر نظر گویا انکار تھا تیسری دفعہ کے بعد پھر بیعت کی پھر آپ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ تم سے کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو دیکھتا کہ میں نے اپنا ہاتھ بیعت لینے سے روک لیا وہ اسے قتل کر دیتا صحابہؓ نے عرض کی کہ ہمیں آپؐ کی حالت کا علم نہ تھا اس وقت آپ آنکھ سے اشارہ کر دیتے تو ہم سمجھ جاتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی نبی کی آنکھ کی خیانت مناسب ہی نہیں

۱۲ حضرت حارث بن مضرب فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کوفہ تشریف لائے۔ ان کا گزر مسجد بنو حنیفہ پر ہوا وہاں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ مسیلمہ کذاب پر ایمان رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ان کو بلوایا۔ ان سے توبہ کروائی سوائے ابن النواحہ کے اور ابن نواحہ کو کہا کہ تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اگر تم ایلچی نہ ہوتے تو میں تمہاری گردن مار دیتا۔ مگر آج تم ایلچی نہیں ہو پھر قرظہ بن کعب کو کہا بر سر بازار اس کی گردن مار دو پھر اعلان فرمایا کہ جو ابن نواحہ کو دیکھنا چاہے تو وہ بازار میں مقتول پڑا ہے۔

۱۳ حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے پاس زنادقہ لائے گئے تو انہوں نے آگ میں ان کو زندہ جلا دیا۔ جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اس کی خبر پہنچی تو کہا کہ ان کو آگ میں نہ جلاتا بلکہ ان کو قتل کرواتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اپنے دین کو تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔

۱۴ عبداللہ بن خطل بنو تمیم ابن غالب کا ایک شخص تھا وہ مسلمان تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صدقات کی وصولی کے لئے بھیجا اور ایک انصاری کو اس کے ساتھ خدمت کے لئے بھیجا وہ بھی مسلمان تھا۔ عبداللہ بن خطل نے ان کو کسی چیز کے پکانے کے لئے کہا جسے وہ نہ پکا سکے۔ عبداللہ بن خطل نے اٹھ کر اس کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مشرک ہو گیا اس کے بعد اس نے دو لونڈیاں رکھ لیں جو گانا گاتی تھیں اور گانے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی و بے ادبی کرتی تھیں فتح مکہ کے دن آپؐ نے عام معافی کا اعلان فرمایا تھا۔ مختلف مقامات مقرر فرمائے تھے کہ جو وہاں پہنچ جائے اس کو قتل نہ کیا جائے معاف کیا جائے۔ ان مقامات میں غلاف کعبہ بھی مقرر کیا گیا تھا کہ جو غلاف کعبہ کے ساتھ معلق ہو اس کو بھی قتل نہ کیا جائے۔ عبداللہ بن خطل کے بارے میں کسی نے بتایا کہ وہ غلاف کعبہ کے ساتھ لپٹا ہوا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو اور اس کی دونوں لونڈیوں کو بھی قتل کرنیکا حکم دیدیا۔ (بخاری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی روشنی میں آپ نے مرتد کا حکم ملاحظہ فرمالیا ہے اس کے بعد مرزا طاہر کے اس کہنے کا کہ مرتد واجب القتل نہیں ہوتا اندازہ لگائیں اور سوچیں کہ مرزا طاہر کون سے چینل سے گفتگو کر رہا ہے۔ اسلام من مانی تاویلوں کا نام نہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی روشنی میں حقائق کا نام ہے جب اسلام نے مرتد کے لئے قتل سزا تجویز کی ہے تو پھر مرتد کی وکالت مرتد ہی کر سکتا ہے یا کافر کر سکتا ہے کسی مسلمان کو یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف سوچ بھی سکے چہ جائیکہ وکالت کرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور طرز عمل نقل کرنے کے بعد ہم خلفائے راشدین و آئمہ کرام کے اقوال نقل کرتے ہیں تاکہ مرزا طاہر کے دجل و فریب کی خوب قلعی کھل جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الناس بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور شروع ہوتا ہے۔ ان کے عہد خلافت کے شروع ہوتے ہی فتنہ ارتداد کی وباء بعض قبائل عرب میں پھوٹ پڑی۔ شرعی حکم کے مطابق حضرت صدیق اکبرؓ ان سے نبرد آزما ہونے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بوجہ نزاکت وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم سپہ سالار بھی قدرے تامل میں تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کا زخم ابھی تازہ ہے۔ لہٰذا اس کارروائی کو کچھ موخر کر لیا جائے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی نظر میں اس کارروائی کا تعلق حدود اللہ سے ہے اور حدود اللہ میں کسی قسم کا تساہل روا نہیں ہے اور فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کریم نے یاد فرمالیا۔ وحی منقطع

شاتم رسول اور گستاخ رسول نیز زندیق کی توبہ قبول نہیں اور نہ اُسے توبہ کے لئے کہا جائے بلکہ اسے فوراً قتل کر دیا جائے

ہو گئی۔ خدا کی قسم میں ضرور ان مرتدین سے جہاد کرتا رہوں گا۔ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار پکڑنے کی سکت باقی ہے۔ اس بحث و تمحیص میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروقؓ پر بھی حق واضح فرما دیا اور ایک اجتماعی قوت سے مرتدین کا مقابلہ کیا گیا اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح دی۔ مرتدین بہت سارے ہلاک ہوئے اور باقی دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

مرتدین و مانعین زکوٰۃ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ مسیلمہ کذاب کی طرف متوجہ ہوئے جو بوجہ دعویٰ نبوت باجماع صحابہ کرامؓ قرآن و حدیث کی روشنی میں مرتد قرار پایا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر اس طرف روانہ کیا گیا جس نے مسیلمہ کذاب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

۲۔ ۱۱ھ میں بحرین کے کچھ افراد مرتد ہوئے تو حضرت علاء الحضرمیؓ کو ان کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ اسی طرح عمان میں کچھ لوگ مرتد ہوئے تو ان کے قتل کے لئے حضرت عکرمہؓ کو روانہ فرمایا یا اہل نجیب کے کچھ افراد مرتد ہوئے تو مہاجرین کو ان کے قتل کے لئے روانہ فرمایا اور اسی طرح حضرت زیاد بن لبید انصاریؓ کو ایک مرتد جماعت کے قتل کا حکم فرمایا۔ یہ تمام واقعات خلیفہ رسول اللہ سے بلا واسطہ حاصل کی

رسول اللہ ۳ صدیق اکبرؓ کے دور کے ہیں جن کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی کا ساتھ رہا ہے اور دین کی پوری تعلیم آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ حاصل کی اور آپ کے متصلاً بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ان فیصلوں کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے تمام افراد بقید حیات تھے اولاً تو آپ خود لغتے صاحب الرائے تھے کہ کوئی غلط اور ناجائز فیصلہ نہ فرماتے تھے۔ ثانیاً، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وہ مقدس جماعت (جو غلط فیصلہ کے نفاذ سے موت کو ترجیح دیتے تھے) موجود تھی انکی زندگی میں اجماعی فیصلہ قتل مرتد کا ہوا۔

سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فاروق اعظمؓ نے اپنے آدمیوں کو چند مرتدین کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو تین دن تک اسلام کی دوبارہ دعوت دو اور روزانہ ان کو ایک روٹی دو۔ اگر تین دن تک ارتداد سے توبہ نہ کریں تو ان کو قتل کر دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کنز العمال میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ایمان کے بعد اپنی خوشی سے کافر ہو جائے اس کو قتل کر دو۔

۲ سلیمان ابن موسیٰ نے حضرت عثمانؓ کا دائمی طرز عمل یہی نقل کیا ہے کہ آپ مرتد کو تین مرتبہ توبہ کرنے کو فرماتے انکار کی صورت میں قتل کرا دیتے۔

۳ امام المحدث عبد الرزاق نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتد حضرت ذی النورینؓ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے تین مرتبہ توبہ کرنے کو کہا۔ اس نے انکار کیا تو اسے قتل کروا دیا گیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے ایک مرتبہ اہل عراق میں سے ایک مرتد جماعت کو گرفتار کیا حضرت عثمانؓ سے ان کی سزا کے بارے میں مشورہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ دین حق ان پر پیش کرو اگر قبول کریں تو چھوڑ دو ورنہ قتل کر دو۔

خلیفہ رابع حضرت علیؓ اور قتل مرتد

۱ امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے بعض مرتدین کو قتل کیا ہے۔

۲ حضرت ابو الطفیل فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بنی ناجیہ کے قتل کے لئے لشکر بھیجا تو میں اس لشکر میں شریک تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ان میں تین فرقے تھے۔ بعض پہلے نصاریٰ تھے پھر مسلمان ہوئے اور اسی پر قائم رہے۔ بعض نصاریٰ تھے اور ہمیشہ نصرانی مذہب پر قائم رہے بعض وہ تھے جو پہلے نصرانی تھے پھر مسلمان ہوئے پھر نصرانیت سے اسلام کی طرف لوٹے۔ ہمارے امیر نے اس تیسرے فرقے سے کہا کہ اپنے خیالات سے توبہ کر لو۔ انہوں نے انکار کیا۔ امیر نے ہم کو حکم دیا ہم ان پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے مردوں کو قتل کیا بچوں کو گرفتار کیا۔ یہ خلفائے راشدینؓ کا مرتد کے ساتھ طرز عمل تھا۔ جن کی اتباع پر امت مسلمہ بنص حدیث لازم ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی لازم ہے۔

خلفائے راشدین کے بعد خلفائے اسلام اور قتل مرتد

۱۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے مختار ابن ابی عبید کو اسی جرم میں قتل کیا کہ اس نے دعویٰ نبوت کیا تھا اور مرتد قرار دے کر قتل کیا گیا۔

۲۔ خالد قسری نے اپنے زمانہ حکومت میں جعد ابن درہم کو ارتداد ہی کی سزا میں قتل کیا۔

۳۔ عبد الملک بن مروان نے اپنے زمانہ خلافت میں حارث نامی شخص کو ارتداد کے جرم میں قتل کیا۔

۴۔ خلیفہ منصور نے اپنے دور میں فرقہ باطنیہ

باقی صفحہ ۲۷ پر

نزلہ کُشتن روزِ اوّل
گلے میں خراش محسوس ہو یا چھینکیں آنا شروع ہوں تو سمجھ لیجیے کہ نزلہ زکام کی آمد آمد ہے۔ اسے معمولی بیماری سمجھ کر نظرانداز نہ کیجیے۔ فوری جوشینا لیجیے ورنہ زکام، کھانسی اور بخار جیسے تکلیف دہ امراض لاحق ہونے کا اندیشہ ہے۔
جوشینا۔ صدیوں سے استعمال ہونے والے جوشاندے کے نہایت مؤثر، کافی و شافی قدرتی اجزا کا
خُلاصہ (ایکسٹرکیٹ) ہے جو ہمدرد کے ماہرینِ فن نے سال ہا سال کے تجربات و تحقیق کے بعد جدید دور کے معروف انسان کے لیے تیار کیا ہے تاکہ اسے جوشاندے کو ابالنے، چھاننے اور شکر ملانے کی زحمت نہ کرنی پڑے۔ ایک پیکٹ جوشینا ایک کپ گرم پانی میں ڈالیے، فوری استعمال کے لیے جوشاندے کی ایک خوراک تیار ہے۔
ہمدرد کی فنی محنت اور دوا سازی کی صلاحیت کا مظہر
جوشینا
جوشاندے کی مکمل توانائی
نزلہ و زکام ۔ جوشینا سے آرام
ہمدرد
جوشینا دو پیکنگوں میں دستیاب ہے
خوب صورت پلاسٹک مگ میں اور گتے کے کارٹن میں۔
آوازِ اخلاق
عفو و درگذر بہترین انتقام ہے

بقیہ:۔ موت

پایا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنی جان کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے زندہ چڑیا کو آگ پر بھونا جا رہا ہو، کہ نہ اس کی جان نکلتی ہو، نہ اڑنے کی صورت ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ ایسی حالت تھی۔ جیسا کہ زندہ بکری کی کھال اتاری جا رہی ہو۔

ایک حدیث میں ہے۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ یا اللہ! تو روح کو پٹھوں سے ہڈیوں سے اور انگلیوں سے نکالتا ہے۔ مجھ پر موت کی سختی آسان فرما دے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب حضورؐ کا وصال ہوا تو پانی سے بھرا ہوا پیالہ حضورؐ کے قریب رکھا ہوا تھا۔ حضورؐ بار بار اپنے مبارک ہاتھ کو اس پیالہ میں ڈالتے اور پھر منہ پر ملتے تھے۔ اور پھر فرماتے تھے۔ یا اللہ نزع کی سختی پر میری مدد فرما۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقلمند دانا وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو رام کر لیا۔ اور موت کے لئے عمل کیا۔ اور وہ شخص جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے وہ ناچار اس کے توشہ کی تیاری میں مشغول ہوتا ہے۔ ایسا شخص قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ دیکھے گا۔ اور جو شخص موت کو فراموش کر دیتا ہے۔ اس کی تمام ہمت فقط دنیا ہی ہوتی ہے۔ وہ زاد آخرت کی تیاری سے غافل ہو جاتا ہے۔ تو ایسا شخص قبر کو دوزخ کے غاروں میں سے ایک غار کو پائے گا۔

فرمایا: اے لوگو جو دنیا کی لذت میں مشغول ہو۔ اس کو بہت یاد کرو۔ جو لذتوں کو غارت کر دیتی ہے۔ یعنی موت اور فرمایا:۔ کہ اگر چرندے موت کے حال سے اس طرح واقف ہوتے جس طرح تم انسان ہو۔ تو انسان کے کھانے میں کبھی فربہ گوشت میسر نہ آتا۔ یعنی وہ موت کے خوف سے لاغر ہو جاتے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ

کوئی شخص شہیدوں کے رتبے کو بھی پہنچے گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ شخص جو موت کو بیس بار یاد کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا:۔ خلق کو نصیحت کے لئے موت کافی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موقع پر ایک قوم کے پاس سے گذر ہوا۔ جن کے قہقہوں کی آواز نہایت بلند ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اپنی مجلس میں اس شے کا ذکر کرو۔ جو تمام لذات کو ختم کر دیتی ہے انہوں نے پوچھا وہ کون سی شے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ہے موت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر کو ایک بار نصیحت فرمائی کہ صبح ہو تو شام کا فکر نہ کرو اور تندرستی میں مرض کا فکر کرو کیوں کہ اے عبداللہ! کیا خبر ہے۔ کل کو تمہارا کیا نام ہوگا۔ زندہ یا مردہ، جس شے کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہ ہو۔ اس کی ہر وقت فکر ہونی چاہیئے۔ پس اپنی امیدوں پر خاک ڈالو۔ اور آرزوؤں کو بڑھنے نہ دو۔ خدا جانے گھنٹہ بھر کے بعد کیا ہوتا ہے (افسوس) آج ہم دنیا کی رنگ رلیوں میں مشغول ہو کر موت کو بھول بیٹھے ہیں۔ لیکن موت سے کسی کو مفر نہیں۔

بقیہ:۔ نونہالان

بنا لیجئے۔ غلام کی بات سے اس کے دل میں شک پیدا ہو گیا۔ رات کو اس نے ایسا ہی کیا۔ عورت سمجھی کہ سو رہا ہے۔ استرا لے کر داڑھی کے بال مونڈنے لگی۔ شوہر کا خیال پختہ ہو گیا۔ کہ واقعی عورت اسے قتل کرنا چاہتی ہے۔ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ استرا چھین کر عورت کو مار ڈالا۔ عورت کے عزیز و اقارب کو معلوم ہوا تو دوڑے آئے۔ اور اس شخص کو قتل کر دیا۔ پھر دونوں کے عزیز اور اقارب میں باہم لڑائی ہوئی اور سو کے قریب آدمی مارے گئے۔۔۔۔۔!

بقیہ:۔ سورۃ فاتحہ

پڑھ کر دم کریں۔

۱۳۔ پیشاب کی زیادتی دور کرنے کے لئے ۱۱ مرتبہ سورہ تلوں پر دم کر کے گیارہ دن کھلائیں ایک تولہ روز

۱۴۔ ہر مشکل اور خطرناک مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ایاك نعبد وایاك نستعین (۱۱۰۰) مرتبہ بعد نماز عشاء پڑھیں نہایت ہی اکسیر ہے۔ ۱۱ دن یہ عمل کریں۔

۱۵۔ یرقان کے دفعیہ کے لئے ایک دھاگہ پر ایک مرتبہ سورہ پڑھیں اور گرہ لگا دیں اسی طرح ۱۱ گرہ لگا کر گلے میں ڈال دیں مرض ختم ہو جائے تو اس دھاگہ کو اتار کر بہتے پانی میں بہا دیں۔

۱۶۔ چیچک کو دور کرنے کے لئے ۱۱ مرتبہ سورہ پڑھ کر دم کریں۔

۱۷۔ درد شقیقہ دور کرنے کے لئے داہنے ہاتھ سے سر پکڑیں۔ اور سورہ پڑھتے ہوئے اس ہاتھ کو کھسکاتے ہوئے پیشانی کے درمیان میں لے آئیں۔ اس طرح سات بار عمل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہوگا۔

۱۸۔ کشائش رزق کے لئے فجر کی سنتوں کے بعد ۴۱ بار مندرجہ بالا طریق پر ورد رکھیں۔

۱۹۔ پسلی کا درد (نمونیہ) کے دفعیہ کے لئے ۱۱ بار سورہ پڑھ کر دم کریں۔ یا روغن زیتون پر دم کر کے مالش کریں

۲۰۔ جانوروں کے ہر قسم کے امراض کے لئے نمک سیاہ پر ۴۱ بار سورہ دم کر کے اس کے سامنے رکھ دیں۔ جسے وہ چاٹتے رہیں۔

۲۱۔ دعا کی قبولیت کے لئے دعا مانگنے سے پہلے اس سورہ کو پڑھ لیجئے

۲۲۔ روحانی امراض کینہ، حسد، چغلی جھوٹ وغیرہ کو دور کرنے کے لئے ۴۱ بار مندرجہ بالا طریق پر پڑھ کر دم کر لیں۔

۲۳۔ ہر مرض کے لئے جس کے علاج سے طبیب عاجز آ گئے ہوں، ۷ مرتبہ روزانہ یہ سورہ پانی پر دم کر کے یہی پانی پلاتے رہیں، ۴۰ یوم کی پابندی کریں اوّل و آخر یہ درود شریف ضرور پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمْ

بقیہ :۔ مرتد

کے مرتدین کو قتل کیا۔

۵۔ خلیفہ مہدی تخت نشین ہوئے تو باقی ماندہ مرتدین فرقہ باطنیہ کو تہ تیغ کیا۔

جامع صغیر میں امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جو پر اسلام پیش کیا جائے خواہ آزاد ہو یا غلام اگر انکار کرے تو قتل کر دیا جائے۔

بقیہ :۔ ذوق حاضر ہے

نشانیوں سے دانستہ طور پر غفلت برتتے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنی قوم کی مشرکانہ عبادت، ان کے کافرانہ طرز فکر اور رویہ زندگی سے بیزار ہو کر بتوں کی پرستش سے اپنی بیزاری کا اظہار کیا تو ان کے پیش نظر خدا کی یہ نشانیاں ہی تھیں جسے دیکھ کر وہ اس "یقین" تک پہونچے کہ تخلیق کا یہ عظیم منصوبہ بے مقصد نہیں ہے اور اسی لئے ان کا دل پکار اٹھا۔

اے برادران قوم میں ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں (انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین (سورۃ الانعام ۶ ع ۹)

یہ خدا کی نشانیاں ہی تھیں جنہیں حضرت ابراہیمؑ کی چشم جہاں بیں نے دیکھ کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف کر لیا تھا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا چونکہ خدا کا یہ اصل الاصول ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔

" ابراہیمؑ کو ہم اسی طرح زمین اور آسمانوں کا نظام سلطنت دکھاتے تھے اور اس لئے دکھاتے تھے کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے (سورۃ الانعام ۶ آیت ۷۵)

"یقین" ایک قرآنی اصطلاح ہے جسے شریعت میں ایمان سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ اسلام کی صداقت و حقانیت پر یقین کے مترادف ہے۔ جب تک یہ "یقین" حضرت ابراہیمؑ کا اپنے کو پورے طور پر خدا کے حوالے اور سپرد کر دینے کی دوسری لازوال مثال اپنے فرزند اسماعیلؑ کو خدا کی مرضی کے مطابق ذبح کرنے کی ہے جس مرضی کا اظہار خدا نے ان سے خواب میں کیا تھا جسے آپ نے سچ کر دکھایا۔ ایمان و یقین کی دوسری ایسی مثال نہیں ملتی جہاں دنیا میں سب سے عزیز ترین متاع کو بھی خدا کی خوشنودی اور رضا کی خاطر خدا کے سپرد کر دے۔ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کے اس کھلی آزمائش پر پورا اترنے پر اس طرح تحسین فرمائی ہے۔

" آخر کو جب دونوں (حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ) نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیمؑ نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا اور ہم نے ندا دی کہ " اے ابراہیمؑ تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک کھلی ہوئی آزمائش تھی۔" اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیے میں دے کر اس بچے (حضرت اسماعیلؑ) کو چھڑا لیا، اور اس کی تعریف و توصیف ہمیشہ کے لئے بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی، سلام ہے ابراہیمؑ پر ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی جزا دیتے ہیں یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا (سورۃ الصّٰفّٰت ۳۷ ع ۳)

الغرض "ایمان خلیل" نام ہے ایک بیدار روح زندہ شعور اور اپنے کو، نتیجہ سے بے پرواہ ہو کر، خدا کو مکمل طور پر سونپ دینے اور اس کی رضا و خوشنودی کی خاطر اپنی جان، اپنا مال اور ہر وہ چیز جو عزیز ہو اسے خدا کی راہ میں قربان کر دینے کا۔ اقبال نے نظم "کفر و اسلام" میں مسلمانوں کے "سوز کہن" یعنی اسی متاع بے بہا کے پنہاں ہو جانے یعنی مسلمانوں کے جذبہ ایمانی میں کمی آ جانے پر اس "ایمان خلیل" کو ان کے دلوں میں پھر سے بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ "آتش نمرود کی شعلہ ریزیاں" کو گل کرنے کے لئے انہوں نے ہمیشہ اسی ایمان کی تلقین کی ہے جو "داستان حرم" میں ہمیشہ فتح و کامرانی سے سرفراز ہوتی آئی ہے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ سہ

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا
(بانگ درا۔ جواب شکوہ)

سیرت و کردار کا جزو نہ بن جائے فرد میں عمل کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ یہ یقین شان فقر پیدا کرتا ہے اور یہ شان فقر وہ طاقت ہے جو نمرود اور فرعون کو بھی مغلوب کر دیتی ہے۔ یقین فقر کے لئے بمنزلہ سنگ بنیاد ہے اقبال اسی نکتہ کو "بال جبریل" میں اس طرح ذہن نشین کراتے ہیں سہ

یقیں پیدا کر اے ناداں، یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری!
(غزل ۳۸)

اسی لئے اگر ایمان کی اصل روح اعتماد ہے تو اس اعتماد میں یقین کا مفہوم خود بخود پیدا ہوتا ہے یہ حضرت ابراہیمؑ کا "یقین" ہی تھا کہ جب بتوں کو مسمار کرنے کی سزا میں نمرود نے آپ کے لئے الاؤ تیار کر کے انہیں آگ کے ڈھیر میں پھینک دیا تو خدا کی ذات و صفات میں اسی "یقین" نے اس آگ کو ٹھنڈا کر کے اُسے آپ کے لئے گلستاں بنا دیا۔ اس واقعہ پر ایمان اور یقین کے قرآنی تصورات کو شاید اقبال کے درج ذیل اشعار سے بہتر اردو زبان میں ترجمانی نہیں کی جا سکتی۔

ہوں آتش نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش
میں بندۂ مومن ہوں، نہیں دانۂ اسپند!
(بال جبریل، غزل ۱۹)

یقیں مثل خلیل آتش نشینی
یقیں اللہ مستی خود گزینی!
(بال جبریل، رباعیات)

مومن کی ایک پہچان قرآن مجید میں یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ "ہر حال میں" خدا کی طرف رجوع کرے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق یہ فرمایا ہے کہ وہ انہی کی طرف سے مدافعت کرتا ہے جو ایمان رکھتے ہوں اور اسی کو اپنا کر لیتا ہے اور اپنی طرف آنے کا راستہ دکھاتا ہے جو اس طرف رجوع کرے، چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق خود خدا کا ارشاد ہے کہ۔

"حقیقت میں ابراہیمؑ بڑا حلیم اور نرم دل آدمی تھا اور ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتا تھا (سورہ ہود ۱۱ ع ۷)

"ایمان خلیل" کے عناصر ترکیبی میں "ہر حال میں" خدا کی طرف رجوع کرنا مقدم عنصر ہے۔

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-16o

بقیہ :- بہائیت اور مرزائیت

معنی ہیں کہ ضرور بالضرور آئیں گے تم میں رسول تم میں سے اور میری آیات تم پر پڑھیں گے۔ پس جو پرہیزگاری اور نیکوکاری کریگا۔ اس کو کوئی خوف نہیں ہے" (کتاب الفرائد صفحہ ۳۱۴)

(۴۰) مرزا محمود صاحب (ایرانی) بہائی نے اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ کہ نبوت دو قسم کی ہوتی ہے شرعی اور غیر شرعی (الفضل ۱۹ رجولائی ۱۹۲۳ء صفحہ)

(۴۱) دیگر آنکہ یہود منتظر اند کہ بنص صریح خداوند تبارک و تعالیٰ در اصحاح چہارم کتاب ملاکی ایلیائے پیغمبر یعنی الیاس کہ باعتقاد یہود و نصاریٰ وسلمین بآسمان صعود نمود قبل از ظہور مسیح از آسمان نازل شود۔

(کتاب الفرائد صفحہ ۳۲۰)

(۴۲) ہر چند حضرت بہاء اللہ عزّ اسمہ الاعلیٰ کا پبلک ادّعا ۱۸۶۳ء مطابق ۱۲۸۰ھ میں حضرت باب روحی لہ الفداء کے ظہور سے انیس سال بعد تھا۔ لیکن اس اظہار اور ادّعا کی ابتداء دارالسلام بغداد میں ہوئی تھی۔ نہ کہ سرزمین بیت المقدس میں۔ لیکن طلعت موعود کا مشی و خرام اس زمین مسعود میں جو حضرت دانیال کی ان آیات کا مصداق کامل تھا۔ وہ ۱۸۶۸ء مطابق ۱۲۸۵ھ میں یا ظہور حضرت باب کے ۲۴ سال بعد واقع ہوا۔ اور یہ بالکل ٹھیک ہے۔ کیونکہ حضرت دانیال کی یہ تاریخ اور ان کا یہ وعدہ ورود و نزول موعود کے وسیلہ سے ارض مقدس کی صفائی کے لئے تھا۔

(احقاق الحق حصہ اول صفحہ ۴۶)

(۴۳) حضرت بہاء اللہ نے صاحب شریعت ہونے کا دعوے کیا تھا۔

(مفسدین کی گرفتاری صفحہ ۴۰)

ستو پر دلالت کرتا ہے۔
پس رسولوں کی آمد تا قیامت غیر منقطع ہے (کتاب النبوۃ فی القرآن صفحہ ۱۵)

(۴۰) یہ توضیح ہے کہ نبوت دو قسم کی ہوتی ہے۔ شریعت والی اور بغیر شریعت کے۔
(الفضل ۱۴ر جولائی ۱۹۲۴ء صفحہ)

(۴۱) ایلیا نبی کا آسمان سے اترنا اور خلق اللہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں آنا بائبل میں کس طرح پر لکھا ہے کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اٹھایا گیا۔ پھر دوبارہ وہی نبی دنیا میں آئیگا۔ ان ظاہری الفاظ پر یہودیوں نے سخت پنجہ مارا ہوا ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۸)

(۴۲) دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے حضرت مرزا صاحب کو مبعوث فرمایا چنانچہ لکھا ہے۔ "اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائیگی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے۔ قائم کی جائیگی ۱۲۹۰ دن ہونگے۔ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ۱۳۳۵ روز تک آتا ہے" اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے۔ ۱۲۹۰ء میں حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکے تھے۔ پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال ۱۳۳۵ برس لکھتا ہے۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹ کا خلاصہ)

(۴۳) حضرت مرزا صاحب نے اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ پر صاحب شریعت ہونے کا دعوے کیا تھا (النبوۃ فی القرآن صفحہ کا حاشیہ الفضل ۱۳ر اپریل و ۲۴ر مئی ۱۹۱۶ء صفحہ۔ الفضل ۱۹ جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ۔ تشحیذ الاذہان جلد ۱۰ نمبر ۲ صفحہ ۲۳)

(۴۴) حضرت بہاء اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء لکھا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں :-
"ہم علی نظر بات عالی جناب مراتب و مقامات عصمت کبرے را ذکر نمود و مقصود آنکہ کل یقین نمایند کہ خاتم الانبیاء روح ما سواہ فداہ در مقام خود شبیہ و مثل و شریک نداشتہ۔ اولیاء صلوٰۃ اللہ علیہم بکلمۃ او خلق شدہ اند ایشاں بعد از او اعلم و افضل عباد بودہ اند۔ و در منتہی رتبہ عبودیت قائم تقدیس ذات الٰہی از شبہ و مثل و تنزیہ کینونتش از شریک و شبیہ با آنحضرت ثابت و ظاہر است۔ مقام توحید حقیقی و تفرید معنوی و حزب قبل ازیں مقام کما ینبغی محروم و ممنوع۔ حضرت نقطہ روح ما سواہ فداہ میفرماید۔ اگر حضرت خاتم بکلمۃ ولایت تکلم نمی فرمود ولایت خلق نمی شد۔" (عصمت کبریٰ صفحہ ۳۶، الحکم جلد ۸ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۲)

(۴۵) سب کے عقیدے میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ ہمارے پیغمبر خاتم ہیں سب پیغمبروں کے۔ ان کے بعد کوئی ظہور نئی شریعت لے کر ظاہر نہیں ہوگا۔ حالانکہ حضرت سرور کائنات کے خاتم النبیین ہونے میں اور حدیث لا نبی بعدی کی سچائی میں ذرہ بھر شک نہیں۔
(المعیار الصحیح صفحہ ۱۳۰-۱۳۲)

(۴۴) حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-
"جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔ وہ حضرت موسیٰ سے ہزار ہا درجہ بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے۔ جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے انک لعلیٰ خلق عظیم۔ تو خلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے۔ وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کی انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔"
(براہین احمدیہ صفحہ ۵۶ بحسن حصہ ۴ صفحہ ۵۲۱)

(۴۵) میں نے حمامۃ البشریٰ کو اول سے آخر تک پڑھا۔ اس میں کہیں بھی ان جھوٹے مولویوں کے دعوے کا ثبوت نہ پایا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود وہاں فرماتے ہیں کہ علماء نے جو میری نسبت یہ مشہور کر رکھا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا یا حدیث لا نبی بعدی کو نہیں مانتا۔ یہ سب ان علماء کا ہی افترا ہے۔
(ختم نبوت کی حقیقت صفحہ ۸۳)